اپنے اکابر کے
باغی دیوبندی
حصہ اول
احمد رضا خان کے
باغی بریلوی
ابوعذرا محمد نعیم الدین رِفعت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اپنے اکابر کے
باغی دیوبندی

مرتب

ابوعذرا محمد نعیم الدین رفعت

نام کتاب	اپنے اکابر کے باغی دیوبندی
مرتب	ابوعذرا محمد نعیم الدین رِفعتؔ
نظر ثانی	مصلحِ قوم وملت حضرت علامہ مفتی اصغر علی مصباحیؔ صاحب قبلہ
پسند فرمودہ	خطیب ذیشان حضرت علامہ مفتی سلطان رضا صاحب قبلہ سیوان
معاون	شاہکارِ ترنم حضرت مولانا قاری شمشاد کمالیؔ امجدی صاحب قبلہ
ناشر	شعبۂ نشر واشاعت دارالعلوم رحمانیہ تیغیہ، نگرہ، چھپرہ (بہار)
کمپوزنگ	ابوعذرا محمد نعیم الدین رِفعتؔ
سن اشاعت	۲۰۱۹ء

ملنے کے پتے

- ☆ جامعہ عربیہ فیض النبی، قصبہ گولہ، ضلع لکھیم پور کھیری (یوپی)
- ☆ دارالعلوم رحمانیہ تیغیہ، نگرہ، ضلع چھپرہ (بہار)
- ☆ دارالعلوم اہلسنت تیغیہ فیض الرسول، گوپالپور ضلع سیوان (بہار)
- ☆ الجامعۃ الاسلامیہ جمال القرآن، میرگنج، ضلع گوپالگنج (بہار)

فہرستِ عناوین

مرتب کی دیگر کتابیں

چوبیس نمبر کی
چوبیس بدعات

بریلویت کی خانہ تلاشی
کا تحقیقی جائزہ

جلد ہی منظر عام پر آنے والی ہیں

شرفِ انتساب

شیخ الاسلام والمسلمین، امام اہلسنت، مجدد دین وملت، اعلیٰ حضرت

الشاہ امام احمد رضا خاں

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اوران کے جملہ خلفاء کرام علیہم الرحمہ کے نام

اور

مادرِ علمی: دار العلوم رحمانیہ تیغیہ نگرہ، چھپرہ (بہار)

اور جملہ اساتذۂ کرام

کے نام

وجہ تالیف

ابھی چند دن قبل ملک پاکستان کے ایک نام نہاد مناظر رب نواز دیوبندی کی کتاب بنام **احمد رضا کے باغی بریلوی** نظر سے گزری۔ جسے مفت کے مفتی نجیب اللہ عمر نے ترتیب دیا ہے جو چھوٹے سائز میں کل ۴۰ صفحات کی ہے۔اس کتاب میں جاہل عوام کی ان خرافات اور خلاف شرع کاموں کا ذکر کیا ہے جس کی اصلاح میں امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے فتاوے اور تعلیمات موجود ہیں۔انہی تعلیمات وفتاوی اور جاہل عوام کی خرافات کو ایک دوسرے کے مقابل ترتیب دے کر یہ باور کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ یہ بریلوی اپنے امام کے باغی ہیں۔اور دوایک مسائل میں علماء اہلسنّت کو بھی نشانہ بنایا گیا ہے۔

ایسے میں لازم تھا کہ ان دیوبندیوں کو ان کے گھر کا آئینہ لاکر اس میں ان کے مکروہ چہرے دکھایا جائے۔ بایں سبب احقر نے بھی **دیوبندی وھابی چوبیس نمبر ھیں** کے ۲۴ رحروف کی مناسبت سے اکابر علماء دیوبند کے ۲۴ رفتاوے وتعلیمات اور ان کے باغی دیوبندی کو ترتیب دیا ہے، اور ان باغیوں میں اکثر وبیشتر علماء دیوبند ہی ہیں، لیکن ساتھ ہی یہاں اس بات کی وضاحت بھی کرتا چلوں کہ اس کتاب **اپنے اکابر کے باغی دیوبندی** میں لکھنے کا وہی طریقہ استعمال کیا گیا ہے جو رب نواز دیوبندی نے اپنی کتاب میں اپنایا ہے۔مثلاً اس نے لکھا ہے کہ احمد رضا لکھتا ہے۔۔۔احمد رضا خان لکھتا ہے۔۔۔ احمد رضا کا یہ فتوی۔۔۔ بریلوی مفتی احمد یار گجراتی کا فتوی ہے۔۔۔سعید اسعد کی تقریریں۔وغیرہ حالانکہ ان دیوبندیوں کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نام کے ساتھ لفظ مولانا کہنے کی خاص تنبیہ ان کے حکیم الامت اشرف علی نے کیا ہے، جس کا ذکر کرتے ہوئے قاری طیب دیوبندی کہتا ہے کہ

> ''ایک دن حضرت تھانوی کی مجلس میں غالباً خواجہ عزیز الحسن مجذوب صاحب نے یا کسی اور نے یہ لفظ کہا کہ احمد رضا یوں کہتا ہے، بس حضرت بگڑ گئے، فرمایا عالم تو ہیں، ہمیں توہین کرنے کا کیا حق ہے۔کیوں نہیں تم نے مولانا کا لفظ کہا، غرض بہت ڈانٹا ڈپٹا۔بہر حال ہم تو اس طریق پر ہیں کہ قطعاً ان کی بے حرمتی جائز نہیں سمجھتے، کافر فاسق سمجھنا تو بڑی چیز ہے۔'' ﴿خطبات حکیم الاسلام جلد ۹ صفحہ ۲۰۸﴾

لیکن رب نواز اور نجیب اللہ عمر دیوبندی نے مل کر اپنے اکابر اشرف وطیب کی اس تعلیم وتنبیہ سے بغاوت کرتے ہوئے اس توہین و بے حرمتی اور ناجائز کام سے اپنی کتاب کو مزین کیا ہے، اور خود ان دونوں نے اپنے اکابر سے بغاوت کا ارتکاب اپنی کتاب میں بار بار کیا ہے۔لہٰذا دونوں خود اپنی بغاوت پہ غور کریں۔

ابوعذرا **محمد نعیم الدین رفعت**

ایک نظر ادھر بھی

محترم قارئین!

یہ حقیقت کسی سے پوشیدہ نہیں کہ قاسم ورشید (گنگوہی ونانوتوی) ہی "**دیوبندیت**" کے بانی ہیں، اور دیوبندی لوگ ان کو اپنا سب کچھ جانتے اور مانتے ہیں، جس کی واضح دلیل زکریا کاندھلوی کا یہ قول ہے۔ چنانچہ کہتا ہے کہ

"ہمارے اکابر حضرت گنگوہی وحضرت نانوتوی نے جو دین قائم کیا تھا اس کو مضبوطی سے تھام لو، اب قاسم ورشید پیدا ہونے سے رہے، بس ان کی اتباع میں لگ جاؤ"

(صحبت با اولیاء، صفحہ ۱۲۵)

کتنے صاف لفظوں میں دیوبندی شیخ الحدیث نے قاسم ورشید کو بانی دین دیوبندیت ہونے کا اظہار کیا ہے۔ اور ساتھ ہی ان کی اتباع میں لگ جانے کا حکم بھی دیا ہے، یہاں یہ ذہن نشیں رہے کہ ان رشید وقاسم کی اتباع کا یہ حکم کوئی معمولی نہیں ہے بلکہ نہایت ہی اہم ہے، اس کی اہمیت سمجھنے کے لئے خود بانی دیوبندیت رشید احمد کا یہ فرمان جسے عاشق الٰہی نے لکھا ہے۔ ملاحظہ کریں

"آپ نے کئی مرتبہ بحیثیت تبلیغ یہ الفاظ زبان فیض ترجمان سے فرمائے، سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں مگر اس زمانہ میں ہدایت ونجات موقوف ہے میرے اتباع پر"

(تذکرۃ الرشید، دوم، صفحہ ۱۷)

لیجئے! رشید احمد نے ہدایت ونجات کی ٹھیکیداری بھی لے لی ہے جبھی تو اسی کی اتباع پر دیوبندیوں کی ہدایت ونجات موقوف ہے۔ لہٰذا دیوبندیوں کو اس کے لئے ادھر ادھر سرگرداں ہونے کی قطعی ضرورت نہیں، بلکہ جس کسی نے بھی گنگوہی کے در کے علاوہ دوسری جگہ ہدایت ڈھونڈنے کی کوشش کی وہ گمراہ ہوگیا۔ جیسا کہ رشید احمد کا مرید خاص اور دیوبندیت کا شیخ الہند محمود حسن نے کہا ہے کہ

"ہدایت جس نے ڈھونڈی دوسری جگہ ہوا گمراہ
وہ میزاب ہدایت تھے کہیں کیا نص قرآنی"

(مرثیہ گنگوہی، صفحہ ۹)

یہاں بھی واضح الفاظ میں محمود حسن نے رشید احمد کو میزاب ہدایت بتایا ہے، اور دوسری جگہ ہدایت کے لئے جانے والوں کو گمراہ ہونا لکھا ہے۔ اور اوپر خود رشید احمد کا فرمان اپنے بارے میں آپ نے ملاحظہ کرلیا ہے کہ

"حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے"

لیکن دیوبندیوں کے نزدیک اس رشید احمد کا کیا مقام ومرتبہ ہے اور اس کو کن فضائل وکمالات کا حامل سمجھا جاتا ہے یہ بھی جان لیجئے، چنانچہ ایک دیوبندی کہتا ہے کہ

"مولانا کی زبان سے جو بات نکلتی ہے تقدیر الٰہی کے مطابق ہوتی ہے" (تذکرۃ الرشید دوم، صفحہ ۲۱۹)

جبکہ ایک موقع سے رشید احمد مزید اپنی حقانیت کا سکہ اپنے بیوقوف پیروکار پہ بٹھانے کے لئے کہتا ہے کہ

"حق تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری زبان سے غلط نہیں نکلوائے گا"

(ارواح ثلاثہ، صفحہ ۲۳۰)

اپنی زبان کی پاکیزگی کا بار بار ڈھنڈورا پیٹنے سے نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ معتقدین بھی اس کی اتباع بلکہ نسلاً بعد نسل اکابر کی اتباع کو اپنی زندگی کا عین مقصد بنالیں، اور ہوا بھی ایسا ہی کہ ان دیوبندیوں نے خواہ علماء ہوں یا عوام سب نے اکابر کی اتباع کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا، جس کا اثر کیا ہوا، ملاحظہ کرلیں، ایک دیوبندی لکھتا ہے کہ

"حضرت حکیم العصر انتہائی پختہ مزاج رکھتے ہیں، طلباء کو اکابر دیوبند کی مکمل اتباع کا درس ہی نہیں بلکہ مکمل مزاج بناتے ہیں۔" (مجلّہ قافلہء حق سرگودھا جلد ۲ شمارہ ۴ صفحہ ۴۹)

معلوم ہوا کہ ان دیوبندیوں کے نزدیک اتباع سنت سے کہیں زیادہ اتباع اکابر اہم مسئلہ ہے، اور اتباع اکابر کے اسی جذبے کے تحت ان کے علماء تدریسی و تصنیفی، تقریری وتحریری کام کرتے ہیں، چنانچہ رفیع عثمانی دیوبندی نے اپنی کتاب میں عنوان بھی اس طرح قائم کیا کہ

"جو اکابر دیوبند کے نقش قدم پر نہ چلے وہ مسلک دیوبند سے ہٹا ہوا ہے"

(مسلک دیوبند کسی فرقے کا نہیں اتباع سنت کا نام ہے، صفحہ ۳۹)

جی ہاں! آپ پہ یہ عقدہ کھل چکا ہوگا کہ دیوبندی ہونے کے لئے اکابر دیوبند کے نقش قدم پہ ہونا لازمی ہے، کہ ان کے نقش قدم سے منحرف ہونے کا مطلب دیوبندیت سے اخراج ہے، اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ ان دیوبندیوں کے یہاں معیار سنت بھی طریق اکابر ہی ہے، انہیں اس سے کوئی سروکار نہیں کہ کس کام کو کرنے کا سنت طریقہ کیا ہے بلکہ یہ ضروری ہے کہ اکابر نے کیسے کیا؟ اور اکابر نے جیسا کیا ویسا ہی ان کے نزدیک سنت ہے، چنانچہ رفیع عثمانی اپنی اسی کتاب میں ایک اَن پڑھ حجام کا واقعہ لکھا ہے جو رشید احمد سے عقیدت رکھتا تھا اور اس کی مجلس میں آیا کرتا تھا، ایک بار سہارنپور میں کسی کام کے متعلق یہ سوال پیدا ہوا کہ یہ کام سنت کس طرح ہے؟ اس بات کو خلیل احمد سے دریافت کیا، تو جواب کیا دیا؟ ملاحظہ کریں۔ لکھتا ہے کہ

"حضرت نے یہ نہیں فرمایا کہ اس طرح سنت ہے بلکہ فرمایا کہ تم نے حضرت گنگوہی کا عمل کیا دیکھا؟ اس نے کہا کہ اس طرح دیکھا ہے، تو حضرت (خلیل احمد) نے فرمایا کہ بس یہی سنت ہے"

(مسلک دیوبند کسی فرقے کا نہیں اتباع سنت کا نام ہے، صفحہ ۴۸)

دیکھا آپ نے؟ یہ ہے ان دیوبندیوں کی اکابر پرستی کی زندہ تصویر کہ سنت کی شناخت کے لئے یہ لوگ یہ نہیں دیکھتے کہ رسولِ کائنات ﷺ نے اس کام کو کس طرح کیا بلکہ یہ دیکھتے ہیں کہ اکابر نے کس طرح کیا، لیکن مقام حیرت یہ ہے کہ اس قدر اکابر پرستی

پر زور دینے کے باوجود دیوبندیوں پہ خواہشاتِ نفسانی کا اس قدر غلبہ ہے کہ احکامِ شریعت سے جب ان کی خواہشات کا ٹکراؤ ہوتا ہے تو بجائے احکامِ شریعت پہ عمل کرنے کے اپنی نفسانی خواہشات کو ترجیح دیتے ہیں اور قرآن وسنت کے فرامین کو پسِ پُشت پھینک دیتے ہیں جس کی مثال اصاغرِ دیوبند میں تو ہے ہی اکابر دیوبند میں بھی بدرجۂ اتم موجود ہے، اور یہاں اس کی تین مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔ اشرف علی کو دیوبندیت میں جو مقام ومرتبہ حاصل ہے وہ کسی اور دیوبندی مولوی کو نصیب نہ ہو پایا ۔ حکیم الامت، مجدد ملت، حجۃ اللہ فی الارض جیسے کئی القاب سے لدے پھندے ہیں یہ صاحب کس طرح احکام شرع پر خواہشات نفسانی کو فوقیت دیتے ہیں، خود اسی کی زبانی ملاحظہ کریں، کہتا ہے کہ

(۱) "دعوت اور ہدیہ میں حلال وحرام کو زیادہ نہیں دیکھتا کیونکہ میں متقی نہیں"

(کمالاتِ اشرفیہ، صفحہ ۳۶۹)

اور اس کی وجہ تو ظاہر ہے کہ اگر حلال وحرام دیکھا تو دعوت وہدیہ سے ہاتھ دھونا پڑے گا، اس لئے حلال وحرام سے صرفِ نظر کرتے ہوئے اپنے تقویٰ کا ہی انکار کر کے تکمیلِ خواہشات کی راہ ہموار رکھا۔

(۲) "حضرت مولانا رفیع الدین صاحب فرماتے تھے کہ میں نے کبھی حضرت نانوتوی کے خلاف نہیں کیا ایک دن میں چھتّہ کی مسجد میں حاضر ہوا حضرت احاطہ مسجد میں ہولے بھنے ہوئے تناول فرما رہے تھے، فرمایا کہ آیئے مولانا، میں نے عرض کیا حضرت میرا تو روزہ ہے، تھوڑی دیر تامل فرما کر پھر یہی فرمایا کہ آیئے مولانا، میں فوراً بلا تامل کھانے بیٹھ گیا حالانکہ عصر کی نماز ہو چکی تھی افطار کا وقت قریب تھا، حضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس سے زائد ثواب عطا فرمائے گا جتنا کہ روزہ میں ہوتا چنانچہ مجھے اس افطار کے بعد کچھ ایسی کیفیات ولذات محسوس ہوئیں کہ میں نے کبھی صوم میں نہیں دیکھی تھیں۔ "

(ارواح ثلٰثہ، صفحہ ۲۵۶)

غور فرمائیں! کہاں شریعت اور کہاں سہولت؟ کہاں روزہ اور اس کے کیفیات ولذات اور کہاں روزہ توڑ کر کیفیات ولذات کے حصول کا دعویٰ؟ اکابر پرستی کی اس سے بڑھ کر اور کیا مثال ہوگی؟ اور نفسانی خواہش پہ عمل کا یہ جذبہ دیوبندیوں کے علاوہ اور کہاں مل سکتا ہے؟ اب ایک واقعہ دل ودماغ کو جھنجھوڑ دینے والا ملاحظہ کیجئے، اشرف علی لکھتا ہے کہ

(۳) "نانوتہ میں ایک بیوہ کا نکاح ہوا اور دیوبند رخصت ہوئی، وہ راضی نہ ہوتی تھی تو اس کو جبراً برات کے ساتھ کر دیا اور کہہ دیا کہ وہاں لے جا کر اس کو راضی کر لینا"

(اشرف الجواب دوم، صفحہ ۱۰۶)

استغفر اللہ! اب تو آپ کو یقین واثق ہو چکا ہوگا کہ دیوبندیوں کے ہاں خواہشاتِ نفسانی کا کس درجہ قبضہ ہے اور اس پہ کس

رغبت کے ساتھ عمل کیا جاتا ہے۔ان تینوں شواہد سے ہی آپ کو بخوبی اندازہ ہو چکا ہوگا کہ جب ان کے اکابر کی نفس پرستی کا یہ عالم ہے تو ان کے اصاغر کیا کچھ نہ گُل کھلاتے ہوں گے؟ آپ کے قلبِ نازک پہ اگر گراں نہ گزرے تو اکابر کے بعد اصاغر کے کارناموں سے بھی روشناس کرادوں کہ کس بے رحمی و بے دردی کے ساتھ اپنے اکابر کی تعلیمات پر پانی پھیر کر رکھ دیا ہے۔چنانچہ دیوبندیت کے زوال کا رونا روتے ہوئے ایک دیوبندی مفتی لکھتا ہے کہ

"وقت کے ساتھ ساتھ اس (دیوبندیت) کے سورج کو بھی نصف النہار سے مائل بہ زوال ہونا پڑا اور صحیح عقیدہ صحیح علم اور صحیح تصوف ان تینوں میدانوں میں بدعات کا نفوذ ہوا، چنانچہ آج ہم جس دیوبندیت کو دیکھتے ہیں یہ وہ مسلک نہیں ہے جو اس مدرسے کے بانیان و سرپرستان کا تھا، یہ وہ عقائد نہیں ہیں جو حضرت مجدد اور شاہ ولی اللہ کے تھے"

(دیوبندیت کی تطہیر ضروری ہے، صفحہ ۷)

ان تینوں میدانوں میں "بدعات" کا نفوذ ہوا.... سے آپ یہ نہ سمجھ لیں کہ اس سے قبل ان دیوبندیوں میں یا دین دیوبندیت میں کوئی بدعت تھی ہی نہیں، کیونکہ دیوبندیت پر "بدعات" کا مکمل قبضہ ابتدا سے ہی ہے۔البتہ یہ اور بات ہے کہ علماء دیوبند اپنے معتقدین کی آنکھوں میں دھول جھونکتے ہوئے اپنے یہاں رائج بدعات کو موقع بہ موقع جائز بناتے رہے ہیں۔
جیسا کہ اشرف علی کہتا ہے کہ

"ہماری جماعت میں صرف دو چار چیزیں بدعت رہ گئی ہیں، باقی سب جائز ہو گیا ہے"

(ماہنامہ انوار العلوم لاہور، مارچ ۱۹۵۳ء صفحہ ۲۳)

عبارت سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ ایوان دیوبندیت میں درونِ خانہ باضابطہ طور پر بدعات کو جائز بنانے والی فیکٹری قائم ہے جس میں علماء دیوبند اپنی علمی حرارت بلکہ ذہنی جہالت سے بدعات پر جائز کا لیبل لگا کر عوام کو گمراہ کرنے پر مامور ہیں۔خیر! بات دیوبندیت کی چلی تھی کہ اس میں بدعات کا نفوذ ہوا، دیوبندی مفتی آگے لکھتا ہے کہ

"اس مسلک دیوبندیت میں تین دراڑیں پڑیں، عقیدہ میں بھی دراڑیں پڑی، علم میں بھی دراڑیں پڑی، اور سلوک و احسان میں بھی دراڑیں پڑی اور دراڑیں ان علماء کرام نے ڈالیں جو اپنے آپ کو دیوبند سے منسوب کرتے تھے اور ہیں، اور انہوں نے ہی عوام کو گمراہ کیا۔"

(دیوبندیت کی تطہیر ضروری ہے، صفحہ ۷)

مفتیٔ دیوبند نے صاف صاف بتا دیا کہ بدعات پیدا کرنے والے کون ہیں اور عوام کو گمراہ کرنے والے کون ہیں؟ وہ سب کے سب علماء دیوبند ہی ہیں، مزید اپنے مدارس میں ہو رہے گورکھ دھندے اور وہابیت آمیز کارناموں سے پردے اٹھاتے ہوئے لکھتا ہے کہ

"اولیاء اللہ کا توسل، اہل اللہ کا ادب، شعائر اسلام کا احترام اور چھوٹے بڑے کی تمیز
اٹھ جانے کا ایک سبب "وہابیت" کا اثر ہے، جو ہمارے مدارس میں گھس آئی ہے
اور توحید کے نام پر طلباء حضرات اولیاء کرام رحمہم اللہ کو گستاخ آمیز جملوں کا نشانہ
بنانے لگے ہیں" (دیوبندیت کی تطہیر ضروری ہے، صفحہ ۱۴)

اس تحریر سے ممکن ہے قارئین اس غلط فہمی میں پڑ جائیں کہ ان دیوبندیوں میں یہ ساری خرابیاں وہابیت کا اثر گھس جانے کی وجہ سے پیدا ہوگئی ہیں ورنہ یہ لوگ ابتداً ایسے نہ تھے۔ حالانکہ ان دیوبندیوں کے اندر وہابیت کا اثر گھسا نہیں ابتدا سے ہی موجود ہے بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ان کی وہابیت ہی درحقیقت اہلسنّت والجماعت سے حنفیت کا دعویٰ کرنے کے باوجود خارج ہونے کی وجہ بنی ہے، اور یہ بات اہل علم سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ آیئے اب ان دیوبندیوں کی **وھابیت** کے تعلق سے بھی چند حوالے ملاحظہ کریں۔ چنانچہ منظور نعمانی کہتا ہے کہ

"ہم خود اپنے بارے میں بھی صفائی سے عرض کرتے ہیں کہ ہم بڑے سخت وہابی ہیں"
(سوانح یوسف کاندھلوی، صفحہ ۲۰۲)

اپنے بارے میں صفائی سے بڑے سخت وہابی کہنے والا یہ منظور نعمانی کوئی مجہول شخص نہیں بلکہ اپنے وقت کے مشہور عالم و مناظر تھا اب مر کر مٹی میں مل گیا، جب اس نے اپنی وہابیت کا اعلان کیا تو دوسرا دیوبندی جسے دیوبندیت "شیخ الحدیث" کہتی ہے، یہ ہے زکریا کاندھلوی یہ کہتا ہے کہ

"مولوی صاحب! میں خود تم سے بڑا وہابی ہوں" (سوانح یوسف کاندھلوی، صفحہ ۲۰۴)

یہ دیکھئے! سخت وہابی سے بھی بڑا وہابی زکریا کاندھلوی ہے۔ ان دونوں کے بعد اشرف علی اپنی اور اپنے مدرسہ کے جملہ مدرسین و متعلمین کی وہابیت کا اعلان یہ کہتے ہوئے کرتا ہے کہ

"بھائی یہاں (مدرسہ میں) وہابی رہتے ہیں" (اشرف السوانح اول، صفحہ ۸۴)

معلوم ہوا کہ وہابیت کا اثر دیوبندیوں کے مدارس میں اب نہیں گھس آیا ہے بلکہ ابتداء سے ہی وہابیت کا پورا قبضہ رہا ہے۔ اور نہ صرف متعلمین بلکہ معلمین وغیرہ سب کے سب شروع سے ہی وہابی ہیں، اب خلیل احمد کی کتاب کی یہ عبارت دیکھئے لکھتا ہے کہ

"اگر کوئی ہندی شخص کسی کو وہابی کہتا ہے تو یہ مطلب نہیں کہ اس کا عقیدہ فاسد ہے بلکہ
یہ مقصود ہوتا ہے کہ وہ سنّی حنفی ہے" (المہند، صفحہ ۳۲)

خلیل احمد نے معاملہ اور واضح کر دیا اور بتا دیا کہ وہابی اس کو کہتے ہیں جس کا عقیدہ فاسد ہو مگر جب ہندی شخص کہے تو اس کا مقصد سُنی حنفی کہنا ہوتا ہے، حالانکہ یہ ایک فریب ہے کیونکہ کہنے والا خواہ کہیں کا بھی ہو وہابی کا مطلب ایک ہی ہوگا اور وہ مطلب وہی ہے

جس کا اعتراف خود خلیل احمد نے کیا ہے یعنی فاسد عقیدے والا۔ جیسا کہ رشید احمد لکھتا ہے کہ

"محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں (ماننے والوں) کو وہابی کہتے ہیں" (تالیفات رشیدیہ، صفحہ 242)

اور یہ محمد بن عبدالوہاب کون تھا؟ یہ بھی کسی دیوبندی سے ہی پتہ کرتے ہیں چنانچہ سعید احمد خان جو ابوالحسن علی ندوی کا خلیفہ ہے لکھتا ہے کہ

"محمد بن عبدالوہاب نے توحید وسنت کے نام پر جو پرتشدد تحریک برپا کی تھی وہ بھی تو خارجیت ہی تھی، اس لئے علامہ شامی علیہ الرحمہ نے اسے اور اس کے پیروکاروں کو خارجی قرار دیا ہے۔" (ریزۂ الماس، صفحہ ۳۱۹)

اس پہ تو اور بھی شواہد پیش کیے جا سکتے ہیں مگر بخوف طوالت کے اسی پہ اکتفا کرتا ہوں۔ کیونکہ قارئین یہ تو جان ہی چکے ہوں گے کہ دیوبندیت کے دم بھرنے والے اپنا وہابی ہونے کا اقرار کر کے دبے لفظوں میں اپنی خارجیت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور تو اور ان دیوبندیوں پہ وہابیت کا ایسا خمار چھایا ہوا ہے کہ ان کی ہمیشہ خواہش رہتی ہے کہ ہمارے ساتھ ساتھ پوری دنیا اس رنگ وہابیت میں رنگ جائے۔ یقین نہ ہو تو ذرا اشرف علی کی یہ خواہش وتمنّا دیکھئے جسے وسائل کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے بے چارہ شرمندہ تعبیر نہ کر پایا، چنانچہ اشرف علی اپنے تاریک قلب میں پروان چڑھ رہی اس منحوس خواہش وتمنّا کا اظہار دانشتہ طور پر اس طرح کرتا ہے کہ

"میں تو کہا کرتا ہوں اگر میرے پاس دس ہزار روپیہ ہو سب کی تنخواہ کر دوں، پھر دیکھو خود ہی سب وہابی بن جاویں" (ملفوظات حکیم الامت، جلد۲ صفحہ ۲۴۹)

میں تو کہا کرتا ہوں سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ اشرف علی اپنی یہ خواہش بار بار بیان کیا کرتا تھا مگر "نہ نو من تیل ہوا نہ رادھا ناچی" یعنی عمر بھر کبھی اس کے پاس دس ہزار روپے ہوئے نہ اس کی خواہش پوری ہو پائی۔ بہر حال! ان تمام اقتباسات سے اظہر من الشّمس ہو گیا کہ دیوبندیوں پہ اور اس کے مدارس میں وہابیت کا اثر ابتداء ہی سے قائم ودائم رہا ہے۔ اب ایک نہایت ہی دلچسپ واقعہ دیوبندیت کے متکلم اسلام مگر بدنامِ زمانہ الیاس گھمن دیوبندی کی زبانی ملاحظہ کریں۔ وہ کہتا ہے کہ

"دو عورتیں آپس میں لڑ پڑیں ایک عورت نے کہا تیرے مُنہ میں خنزیر دوں، دوسری بولی تیرے مُنہ میں وہابی دوں، اب دوسری چپ ہو گئی، جواب نہیں آیا لیکن اندر بھڑاس تو تھی ناں، واپس آئی ماں سے کہتی ہے اماں آج ہماری لڑائی ہوئی، اس نے کہا تیرے مُنہ میں وہابی دوں، اماں! یہ وہابی کیا ہوتا ہے؟ اس نے کہا بیٹی! سو خنزیر ملاؤ تو ایک وہابی بنتا ہے"

(خطبات متکلم اسلام، ۲ صفحہ ۱۵۶)

دوستو! یہ مولوی بریلوی ہے نہ یہ کتاب بریلوی کی ہے اور نہ ہی یہ باتیں کسی بریلوی کی ہے بلکہ یہ سب کے سب انہیں دیوبندیوں

کے ہیں، البتہ یہاں نقل میں نے ضرور کیا ہے۔ خیر! واقعہ سے پتہ چلا کہ **سو خنزیر کا مرکب ایک وھابی ھوتا ھے**
اب آپ خود ہی سوچ لیں کہ ایسے لوگ انبیاء کرام علیہم السلام و اولیاء عظام علیہم الرضوان کے گستاخ نہ ہوں گے تو اور کون ہوں گے؟ اور نہ صرف یہ کہ یہ لوگ سو خنزیر کا مرکب ہوتے ہیں بلکہ کتّا اور خنزیر سے بھی بدتر ہوتے ہیں، ممکن ہے آپ کے قلب نازک پہ یہ بات گراں گزرے، لیکن آپ حیران ہوں گے یہ جان کر کہ یہ بات میری جانب سے اضافہ نہیں کیا گیا ہے بلکہ اشرف علی کا یہی کہنا ہے، لیجئے اصل عبارت ملاحظہ کیجئے۔۔ اشرف علی کہتا ہے کہ

"میں تو واقعی اپنے کو کلب اور خنزیر سے بدتر سمجھتا ہوں" (ملفوظات حکیم الامت، جلد ۴ صفحہ ۸۶)

بہر حال! ان معلومات کے بعد کہ دیوبندیوں میں توحید کے نام پر اللہ والوں کی بے ادبی، گستاخی، شعائر اسلام کی توہین ابتداء ہی سے موجود ہے، مزید انکشاف کرتے ہوئے سعید خان دیوبندی لکھتا ہے کہ

"جن بدعات کے ردّ پر ہمارے اکابرین اہل السنۃ والجماعۃ نے تقریباً ڈیڑھ سو برس خم ٹھوک کر جہاد کیا اب وہی بدعات ان نام نہاد سُنیوں، صوفیوں، دیوبندیوں نے اپنالی ہے۔ مثلاً اکابرین اہل السنۃ والجماعۃ ہمیشہ دن منانے کے خلاف رہے لیکن اب خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے باقاعدہ دن منائے جاتے ہیں، اور اس بات کی ترغیب و سعی نامبارک بھی کی جاتی ہے۔ محرم ۱۴۳۲ھ پہلا سال ہے کہ اپنے آپ کو سُنی اور دیوبندی کہنے والے علماء کرام نے اسلام آباد میں صحابہء کرام رضی اللہ عنہم کے نام پر ایک باقاعدہ جلوس نکالا ہے۔ شیعہ حضرات دس محرم مناتے ہیں اور انہوں نے یکم محرم منایا ہے۔

تیجہ اور چالیسواں جو ہمیشہ بدعت قرار دیئے جاتے رہے اب دیوبندی اور اہل السنۃ والجماعۃ کہلانے والے علماء ان رسومات میں شریک ہونے لگے ہیں۔ بڑے بڑے علماء و مشائخ کے سوئم ہوتے ہیں۔ اگر یہ سب کچھ جائز ہے تو یہ اکابر آخر کس بات پر ان اعمال کو بدعت قرار دے کر طعن و تشنیع کا نشانہ بنتے رہے؟" (دیوبندیت کی تطہیر ضروری ہے، صفحہ ۱۴)

اس انکشاف کے بعد اپنے مدارس و خانقاہوں میں ہورہی حرام کاری کو بھی طشت از بام کرتے ہوئے سعید خان لکھتا ہے کہ

"یہ بدعتیں پچھلے دور میں ان کے یہاں ہوا کرتی تھیں جنہیں اہل السنۃ والجماعۃ دیوبندی علماء کرام بدعتی کہتے تھے۔ اور اب ہمارے اپنے علماء و مشائخ کے انتقال کے بعد یہی حرام کام اور بدعتیں خود دیوبندی مدارس اور خانقاہوں میں ہورہی ہیں۔ یہ ظلم نہیں ہے تو اور کیا ہے؟"

(دیوبندیت کی تطہیر ضروری ہے، صفحہ ۱۶)

ثابت ہوا کہ احکام اسلام کی خلاف ورزی کے ساتھ اپنے اکابر کی تعلیمات پہ عامل ہونے کے بجائے اپنی نفسانی خواہشات کی

تکمیل کی خاطر علماء دیوبند ہوں خواہ عوام دیوبند سب نے اپنے اکابر کی بغاوت کا علم اٹھالیا ہے اور اپنا **اکابر علماء دیوبند کے باغی** ہونا ثابت کرنے لگے ہیں، کاش کہ دیوبندی اس طرح اکابر کی بغاوت سے باز آجائیں اور اس انحراف سے خود کو روک لیں کیونکہ ان کی ہدایت ونجات انہیں کی اتباع پر موقوف ہے۔ اور یہ تو صحیح ہے کہ ان کی خلاف شرع تعلیمات سے روگردانی اپنی جگہ بجا ہے لیکن ایسی باتیں جو کہ شریعت کے موافق ہوں اور اسے انہوں نے بیان کیا ہے اس سے بغاوت کرنا بھلا کیسا انصاف ہے؟

اب ذرا دیوبندیوں کے کردار کی بھی ایک جھلک ملاحظہ کرلیں۔ چنانچہ مختار الدین دیوبندی بڑے المناک انداز میں اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ

"چنانچہ بڑے بڑے دیندار اور پرہیزگار، تہجد گزار مدرسین و متعلمین و مبلغین سودی لین دین
کرتے ہیں اور معاملات کے کھوٹے ہیں اور کفریہ نظاموں کے ساتھ اتحاد واتفاق کر چکے ہیں
اس کے باوجود عام لوگوں کی نظر میں ان کے اسلام بلکہ پرہیزگاری پر بھی کوئی حرف نہیں آتا"

(اسلام اور آج کا مسلمان، صفحہ ۸)

معلوم ہوا کہ یہ دیوبندی جو بڑے دین دار، پرہیزگار اور تہجد گزار بنے پھرتے ہیں خواہ معلمین و مبلغین ہوں خواہ مدارس کے متعلمین، سب کے سب معاملات کے کھوٹے ہوتے ہیں۔ اور **اکابر دیوبند کے باغی** ہونے کے ساتھ شریعت مطہرہ سے بھی بغاوت کئے ہوتے ہیں۔ اور اتنا کچھ کرنے کے بعد بھی ان کی سفید پوشی بدستور قائم رہتی ہے کیونکہ دیوبندیت کا ایک مکروہ چہرہ یہ بھی ہے کہ ان کے یہاں مُنہ دیکھ کر اور اپنا بیگانہ پہچان کر ہی فتویٰ دیا جاتا ہے۔ چنانچہ ایک دیوبندی لکھتا ہے کہ

"جن خلاف شریعت باتوں کی آج تبلیغ ہو رہی ہے اگر یہ باتیں دوسرے مسلک کے لوگ
کرتے تو کب کے ہمارے علماء حضرات نے کفر کا فتویٰ دے دیا ہوتا مگر ان تبلیغیوں کو
اپنا سمجھ کر یہ خاموش ہیں" (سنگین فتنہ، صفحہ ۵۶)

دوسری کتاب میں ہے کہ

"ان تبلیغیوں کو اپنا سمجھ کر علماء خاموش ہیں ورنہ کفر کا فتویٰ کب کا دے دیا ہوتا"

(تبلیغ اور تحریف علماء حق کی نظر میں، صفحہ ۷)

محترم قارئین! دونوں حوالے ایک بار پھر پڑھیں اور ان دیوبندیوں کی کارستانی کا اندازہ کریں اور ان کی اخلاقی، علمی اور شرعی خیانت کا ننگا ناچ دیکھیں کہ دوسرے مسلک کے لوگ ایسا کرتے تو کب کا کفر کا فتویٰ دے دیا ہوتا مگر اپنے ہیں اس لئے علماء خاموش ہیں۔ کیا یہ شریعت سے بغاوت نہیں؟ کیا یہ احکام شریعت کے ساتھ کھلواڑ نہیں؟ کیا یہ شریعت کی ٹھیکیداری کرنے کے مترادف نہیں؟ آخر یہ حق ان دیوبندیوں کو کس نے دیا کہ جو جی میں آئے، جیسا دل چاہے ویسا فتویٰ دے؟ لیکن اللہ رب العزت

کی قدرت دیکھیں کہ ان مفتیان دیوبند کی اس غیر ذمہ دارانہ اور مذموم حرکات وخرافات (یعنی اپنا و بیگانہ دیکھ کر فتویٰ دینے) کی سزا کیسے ملی کہ غیر سمجھ کر کفر کا فتویٰ جڑ دیا، لیکن پھر کیا ہوا؟ اس کے بارے میں عامر عثمانی دیوبندی لکھتا ہے کہ

"اخلاص کا جنازہ نکالنے والی نفرت وعداوت کی نشاندہی کے لئے تقریر وتحریر کی دسیوں شہادتیں عوام کے سامنے آچکی ہیں۔ لیکن صرف نشاندہی نہیں بلکہ اس نفرت وعداوت کا ڈھنڈورہ بھی اس فتوے نے پیٹ دیا جس میں قاسم العلوم غزالیٔ وقت حضرت العلام مولانا محمد قاسم نانوتوی کو خود مفتیان دارالعلوم دیوبند نے نہ صرف اہلسنت والجماعت سے خارج کر دیا بلکہ نعوذ باللہ من ذالک کافر ٹھہرا دیا۔ کیوں؟ صرف اس لئے کہ مولانا قاسم کی عبارت کو وہ جماعت اسلامی کے کسی فرد کی عبارت سمجھے" (ماہنامہ تجلی دیوبند، اپریل ۵۶ء صفحہ ۹)

قاسم نانوتوی کو مفتیان دیوبند نے اہلسنّت والجماعت سے خارج اور کافر کیوں ٹھرایا؟ اس کا پس منظر کیا ہے؟ اس کا ذکر کرتے ہوئے عامر عثمانی لکھتا ہے کہ

" کسی نے حضرت مولانا قاسم کی چند سطریں ان کی کتاب **تصفية العقائد** سے نقل کر کے دارالافتاء دارالعلوم دیوبند کو بھیجیں اور پوچھا کہ ان سطروں کے لکھنے والے کے بارے میں آنجناب کا شرعی فیصلہ کیا ہے؟" (ماہنامہ تجلی دیوبند، اپریل ۵۶ء صفحہ ۱۰)

مگر ان سطروں کے یا کتاب کے لکھنے والے کا نام پوشیدہ رکھا گیا۔ مفتیان دارالعلوم دیوبند نے منقولہ عبارت کو بقولِ عامر عثمانی جماعت اسلامی کے کسی فرد کی عبارت سمجھ کر شرعی فیصلہ یہ دیا کہ

"ایسے عقیدہ والا کافر ہے، جب تک وہ تجدید ایمان اور تجدید نکاح نہ کرے اس سے قطع تعلق کرے"

(ماہنامہ تجلی دیوبند، اپریل ۵۶ء صفحہ ۱۰)

اس فتویٰ کے بعد کیا کیا گل کھلے، کتنے شور شرابے ہوئے اور کیسی کیسی ہنگامہ آرائی کی گئی اس سے صرف نظر کرتے ہوئے دیوبندیوں کی اکابر پرستی کی ایک زندہ جاوید تصویر ملاحظہ کریں۔ عامر عثمانی لکھتا ہے کہ

"نہ ہم ایک منٹ کو بھی یہ تصوّر کر سکتے ہیں کہ حضرت مولانا قاسم کے قلم سے ایسی بات نکل سکتی ہے جو قرآن وسنت کے سراسر خلاف ہو، مضمون نگار اور ہمارا بالیقین یہی خیال اور فیصلہ ہے کہ غلطی فتویٰ دینے والوں کی ہے" (ماہنامہ تجلی دیوبند، اپریل ۵۶ء صفحہ ۱۰)

دیکھ لیا تماشہ؟ فتویٰ دینے والا غلط ہے مگر ان اکابر پرست دیوبندیوں کے نزدیک قاسم نانوتوی غلط نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ایک منٹ کے لئے تصور بھی نہیں کر سکتے، یہ اکابر پرستی نہیں تو پھر اور کیا ہے؟

اب ورق پلٹئے اور
اپنے اکابر کے باغی دیوبندی
کی کھلی بغاوت دیکھئے

(۱) حاجت سے زیادہ روشنی کرنا

رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں کہ

مجالس مولود مروجہ مکروہ وبدعت ہے ان کی شرکت بھی ممنوع ہوئی اگرچہ نفس ذکر ولادت مستحسن ہے اور روشنی حاجت سے زیادہ اسراف وحرام ہے (باقیات فتاوی رشیدیہ صفحہ ۷۷)

یہاں رشید احمد گنگوہی نے مجالس میلاد کی دشمنی میں غلو کرتے ہوئے یہ فتوی دیا ہے۔مگر یہاں جو بات قابل غور ہے وہ ہے حاجت سے زیادہ روشنی کرنا اسراف وحرام ہے۔۔۔۔۔ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ

اسراف کی مذمت اور برائی شریعت میں سخت آئی ہے کہ شیطان کا بھائی اس کو قرآن میں فرمایا ہے

(تالیفات رشیدیہ صفحہ ۱۳)

مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

فضول روشنی ہر جگہ حرام ہے (تالیفات رشیدیہ صفحہ ۲۳۲)

اب ان فتاوی جات کے بعد ذرا دیوبندیوں کی مساجد ومجالس،اور کانفرنس وسیرۃ النبی کے جلسوں پہ غور کریں اور پھر ان دیوبندی علماء وعوام کا تعلیمات رشید احمد گنگوہی سے بغاوت کا انداز وجذبہ دیکھیں کہ ان کی مساجد ومجالس،اور کانفرنس وسیرۃ النبی کے جلسے وغیرہ میں فقط نام ونمود اور سستی شہرت کے لئے کس طرح حاجت سے زیادہ روشنی کرتے ہیں اور اپنے دھرم کے غوث الاعظم یعنی رشید احمد کے باغی بنتے رہتے ہیں،کیونکہ ان کا واضح حکم ہے کہ روشنی حاجت سے زیادہ اسراف وحرام ہے لہذا ان دیوبندیوں کو چاہئے کہ اپنی نشست وبرخاست،مساجد ومدارس،مکان ودوکان،محافل ومجالس خواہ دینی ہوں یا دنیاوی ان پر غور کر کے شیطان کے بھائی بننے،اسراف وحرام کاری کرنے اور ساتھ ہی تعلیمات رشیدیہ کے باغی بننے سے پرہیز کر کے اپنا صحیح وسچا دیوبندی ہونا ثابت کرے۔

(۲) ذکر شہادت حرام و گناہ

رشید احمد لکھتا ہے کہ

عشرہ میں ذکر شہادت پڑھنا حرام ہے۔ (باقیات فتاوی رشیدیہ صفحہ ۸۵)

دوسری جگہ لکھتا ہے کہ

عشرہ میں اور روز عشرہ کے شہادتین گناہ ہے۔ (باقیات فتاوی رشیدیہ صفحہ ۸۶)

یعنی محرم الحرام کی پہلی تاریخ سے لے کر دسویں تاریخ تک حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ اور شہدائے کربلا کا ذکر کرنا ان سفید پوش دیوبندیوں کے نزدیک حرام و گناہ ہے۔ اللہ اللہ غور تو کریں وہی امام عالی مقام کہ جنہوں نے دینِ اسلام کی تحفظ و بقا کے لئے اپنا سب کچھ قربان کردیا ان کا ہی ذکر عشرۂ محرم میں کرنا حرام اور گناہ ہے؟ اور اگر کوئی کرلے تو رشید احمد گنگوہی کے فتوی سے وہ حرام کار اور گناہ گار ہوجاتا ہے، لیکن رشید احمد کے اس فتوی وتعلیم کی عمومی بغاوت کو دیکھنا ہو تو ہر سال محرم الحرام کے عشرہ میں جمعہ کے بیان سے لے کر عام وخاص محافل ومجالس تک کا جائزہ لے کر دیکھ لیں کہ خود کو دیوبندی کہنے اور کہلوانے کے باوجود اس معاملہ ومسئلہ میں کس طرح یہ لوگ رشید احمد کی تعلیمات سے اعراض وروگردانی کرتے ہیں اور شہدائے کربلا رضی اللہ تعالی عنہم کا تذکرہ کرتے ہیں۔ اگرچہ یہ لوگ ذکر شہدائے کربلا خلوص ونیک نیتی کے ساتھ نہیں بلکہ سیدھے سادے سُنّی عوام کو دھوکہ وفریب دینے کی غرض سے کرتے ہیں۔ مگر اپنی اس کارکردگی کے ذریعہ جہاں حرام کاری وگناہ گاری کے مرتکب ہوتے ہیں وہیں اپنے سرخیل اکابر کی تعلیمات کے باغی بھی ہونے کا واضح اظہار واعلان کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اب دیوبندی علماء وعوام سے سوال ہے کہ جب آپ کے غوث الاعظم رشید احمد نے عشرۂ محرم میں ذکر شہادتین کرنا حرام گناہ قرار دیا ہے تو پھر آپ لوگ کیوں کرتے ہیں؟ اور اپنے اکابر کے باغی کیوں بنتے ہیں؟

(۳) عیدین میں مصافہ و معانقہ

رشید احمد گنگوہی لکھتا ہے

عیدین میں معانقہ کرنا بدعت ہے۔ (تالیفات رشیدیہ صفحہ ۱۳۸)

دوسرے مقام پر لکھتا ہے

عیدین کے بعد مصافحہ اور معانقہ بخصوصیت کرنا بھی بدعت ہے۔ (باقیات فتاوی رشیدیہ صفحہ ۲۲۲)

محترم قارئین! رشید احمد گنگوہی کی اس تعلیم سے آج خود کو دیوبندی کہنے والے کیسے کھلے بندوں بغاوت کر رہے ہیں یہ تو کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے، دیوبندیوں کی عیدگاہیں ہوں خواہ مساجد جہاں کہیں بھی عیدین کی نمازیں پڑھی جاتی ہیں بڑے اہتمام کے ساتھ مصافحہ بھی کیا جاتا ہے اور معانقہ بھی مگر کیا مجال کہ امام صاحب منع کردیں؟ منع کرے بھی تو کیوں؟ اگر منع کرنے کی ہمت کر بھی لے تو مصافحہ میں آنے والے روپیوں سے ہمیشہ ہمیش کے لئے ہاتھ دھونا پڑے گا اب بھلا کون بے وقوف دیوبندی ہوگا جو آمدنی کے اس ذریعہ پر لات مارے؟ یہ اور بات ہے کہ اس طرح یہ دیوبندیت کا دم بھرنے والے لوگ نہ صرف بدعتی بنتے ہیں بلکہ اپنے رشید احمد کے باغی بھی بن جاتے ہیں۔

(٤) محراب میں نماز پڑھنا

رشید احمد کا فتوی ہے کہ

امام کو محراب کے اندر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا خواہ محراب اگلی ہو یا پچھلی بہر حال مکروہ ہے۔

(باقیات فتاوی رشیدیہ صفحہ ۱۷٦)

اس کے متعلق اشرف علی تھانوی نے بھی 'مکروہ' لکھا ہے۔ (اصلاح الرسوم صفحہ ۱٦۳)

یہی نہیں بلکہ دوستونوں کے درمیان بھی امام کھڑے ہو کر نماز پڑھائے تو یہ بھی مکروہ ہے۔ چنانچہ رشید احمد لکھتا ہے کہ

دوستونوں کے درمیان قیام امام بسبب مشابہت محراب کے مکروہ ہے۔ (ارشادات گنگوہی صفحہ ۱۰۸)

اس تعلیمات رشیدیہ پہ کتنے دیوبندی علماء وعوام عامل ہیں اور کتنے اس کے باغی ہیں آج بھی ان کی مساجد میں آسانی سے دیکھے جا سکتے ہیں کہ کس بے دردی کے ساتھ یا یوں کہئے کہ کس رغبت کے ساتھ اس مکروہ کام کو دیوبندی مساجد میں انجام دیتے ہیں۔ جبکہ خود دیوبندی مولوی حکیم اختر کہتا ہے کہ

مکروہ محبوب کی ضد ہے لہذا جو مکروہ کام کرے گا وہ اللہ کا محبوب کیسے ہوگا (درس مثنوی صفحہ ۱۰۲)

محراب کے اندر اور دوستونوں کے درمیان نماز پڑھتے ہوئے ان دیوبندیوں کو آپ نے اگر اب تک نہیں دیکھا ہے تو ان کی مساجد میں جا کر جب چاہیں دیکھ سکتے ہیں کہ رشید احمد و حکیم اختر کی تعلیمات سے منہ موڑ کر دیوبندی ائمہ وعوام کس طرح اپنے میزاب ہدایت یعنی رشید احمد کے باغی بنتے ہیں۔

(٥) چلتی ٹرین میں نماز پڑھنا

محترم قارئین!

آج کل ٹرین کے سفر میں غالبًا آپ نے بھی دیکھا ہوگا کہ چلتی ٹرین میں تبلیغی جماعت والے راستہ روک کر نماز پڑھنا وہ بھی جماعت قائم کر کے شروع کر دیتے ہیں، اور دیکھنے والے سادہ لوح سُنّی مسلمان ان کے اس ادائیگی نماز کو دیکھ کر ان کو ہی سب سے بڑا نمازی اور دین کا ٹھیکیدار تصوّر کرنے لگتے ہیں، اور ان کے علاوہ دوسرے اہل علم حضرات کو سوالیہ نگاہوں سے دیکھنے لگتے ہیں کہ یہ اہل علم ہوتے بھی نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ آیئے آج اس کی وجہ بھی جان ہی لیں۔ چنانچہ رشید احمد لکھتا ہے کہ

ریل جاری (چلتی ٹرین) میں نماز نفل تو ہوتی ہے اور فرض میں اختلاف ہے، احتیاط اولیٰ ہے۔

چلتی میں نہ پڑھے کھڑی ہوئی پر پڑھے۔ (باقیات فتاوی رشیدیہ صفحہ ۱۵۳)

معلوم ہوا کہ چلتی ٹرین میں نماز پڑھنے والے نام نہاد تبلیغی جماعت والے اصل مسئلہ سے جاہل ہوتے ہیں یا قصداً لوگوں کو دھوکہ و فریب دینے کیلئے اپنے مقتدا و پیشوا کی تعلیم کی سرعام خلاف ورزی کرتے ہیں، اور اپنے اکابر کے باغی ہونے کا ثبوت دیتے رہتے ہیں۔ کیونکہ رشید احمد کا صاف و واضح تعلیم ہے کہ چلتی ٹرین میں نہ پڑھے کھڑی ہوئی پر پڑھے۔ اس کے باوجود مسافروں کا راستہ روک کر چلتی ٹرین میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا کیا معنی رکھتا ہے؟

(٦) کتابوں کی تجارت و اشاعت کرنا

رشید احمد گنگوہی سے کسی نے سوال کیا

سوال: کتب غیر مذہب و مبتدعین وغیرہ کی تجارت و طبع و اشاعت کرنا کہ اس میں ابطال مذہب حق اور تائید مذہب باطلہ ہوتی ہے، منع و ناجائز ہے یا نہیں؟

جواب: ایسی کتب کی تجارت حرام ہے کہ وہ خود معصیت کی اشاعت اور اسلام کی توہین ہے۔

(تالیفات رشیدیہ صفحہ ۴۰۱)

اس مسئلہ میں بھی دیوبندی ناشرین و تاجرین کتب رشید احمد کی کیسی کھلی بغاوت کرتے ہیں یہ بھی مجھے بتانے کی قطعی ضرورت نہیں دیوبندیوں کی شاید ہی کوئی کتب خانہ ایسا ہو جس میں اس فتویٰ کے مطابق حرام کاری و اسلام کی توہین اور معصیت کی اشاعت نہ ہوتی ہو۔ آج بھی آپ ان کے کسی کتب خانے پہ چلے جائیں اور غیر مذہب کی مثلاً جماعت اسلامی، اہل حدیث اور ہم سنّیوں کو یہ لوگ مبتدعین کہتے ہیں (حالانکہ یہ لوگ خود مبتدعین ہیں) ہمارے علماء کی کتابیں بھی بڑی آسانی سے ان کی کتب خانہ سے حاصل ہو جائیں گی۔ مطلب صاف ہے کہ دیوبندی کتب خانے حرام تجارت، معصیت کی اشاعت اور اسلام کی توہین کی راہ پر گامزن ہیں ساتھ ہی اپنے اکابر کی بغاوت پہ بھی اٹل ہیں کہ تعلیمات رشیدیہ کے باغی بنے ہوئے ہیں۔

(٧) عورتوں کو تعلیم کتابت دینا

رشید احمد لکھتا ہے

اس زمانہ میں تعلیم کتابت کا عورتوں کو مکروہ ہے تحریماً بے شک۔ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۴۰۳)

یہ فتویٰ تو اپنے زمانہ میں گنگوہی نے دیا تھا کہ عورتوں کو لکھنے کی تعلیم دینا مکروہ تحریمی ہے، لیکن اگر اس زمانہ میں لکھتا کہ اسی زمانہ میں الیاس گھمن نے اپنے لڑکیوں کے مدرسہ میں اپنی سوتیلی بیٹی اور جانے کتنی لڑکیوں پہ ہاتھ صاف کیا ہوا ہے تو اور زیادہ کراہت لکھتا اور پھر ہر آنے والا زمانہ پچھلے زمانے سے بدتر ہوتا ہے۔ چنانچہ خود ایک دیوبندی لکھتا ہے کہ

اس بات سے ہر عقل مند واقف ہے کہ ہر آنے والا وقت پچھلے سے گیا گزرا اور تنزلی کا ہے

(مجلّہ صفدر گجرات، شمارہ ۱۲/۱۳، صفحہ ۱۷)

اب خود کو دیوبندیت کا پیروکار سمجھنے والوں پہ نگاہ ڈالیں تو بڑے بڑے علماء دیوبند و عوام دیوبند بلکہ ہر خاص و عام اپنے غوث الاعظم رشید احمد کے باغی نظر آئیں گے۔ دینی ادارہ ہوں خواہ دنیوی کالج و اسکول ہر جگہ یہ دیوبندی اپنی لڑکیوں کو پڑھنے کے ساتھ ہی لکھنے کی تعلیم بھی دیتے دلاتے ہیں، اس کے باوجود ان کی دیوبندیت پہ کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔

(۸) بینک میں روپئے جمع کرنا

رشید احمد سے سوال کیا گیا کہ

سوال: بینک میں روپیہ جمع کرنا جب کہ سود نہ لیوے جائز ہے یا نہیں؟

جواب: بینک میں روپیہ داخل کرنا نادرست ہے خواہ سود لے یا نہ لے۔ (تالیفات رشیدیہ صفحہ ۴۱۱)

اس فتوی کے بعد مجھے کچھ بتانے کی ضرورت بالکل بھی نہیں کہ رشید احمد کے اس فتوی اور اس تعلیم پر کتنے دیوبندیوں کا عمل ہے۔ قارئین کو بھی بخوبی علم ہوگا کہ آج خود کو دیوبندی کہنے والے عوام تو عوام بڑے بڑے علماء کس درجہ بے باکی و بے شرمی کے ساتھ اس فتوی کی ڈھجّیاں اڑاتے ہوئے بینکوں میں اپنے روپئے جمع کرتے ہیں اور تعلیماتِ رشیدیہ سے روگردانی کر کے دیوبندیت کے خلاف علمِ بغاوت بلند کرتے ہیں۔ حالانکہ رشید احمد گنگوہی کی اتّباع کے بغیر بقولِ گنگوہی نہ ہدایت مل سکتی ہے نہ نجات پا سکتے ہیں۔ اور تو اور ایسا شخص دیوبندی بھی کہلانے کا حق نہیں رکھتے کیونکہ جو اکابر کے نقشِ قدم پہ نہ چلے وہ دیوبندی مسلک سے ہٹا ہوا ہے۔ مطلب یہ کہ تعلیماتِ رشیدیہ سے بغاوت کر کے یہ دیوبندی عوام و علماء نہ گھر کے رہے نہ گھاٹ کے۔

(۹) لاؤڈ اسپیکر سے نماز پڑھنا

اکابرِ دیوبند میں اشرف علی تھانوی کو مجدد ملت، حکیم الامت جیسے بڑے بڑے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہی تھانوی صاحب نماز میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کے تعلق سے حکم دیتا ہے کہ

اس لئے جو لوگ فقط ان آلات کے ذریعہ سے نماز ادا کریں گے ان سبھوں کی نماز فاسد ہو جائیگی

اور غیر مصلّی سے تعلیم اور استفادہ کا زہریلا اثر ان کی تمام نمازوں کو معنوی موت کے گھاٹ اتار

دے گا، لہذا اس سے بچنا لازم ہے۔ (بوادر النوادر، صفحہ ۴۹۸)

اشرفعلی کا یہ فتویٰ اس مسئلہ پر کتنا واضح ثبوت ہے۔ لیکن کیا دیوبندیت کا دم بھرنے والے بتائیں گے کہ اپنی نفسانی خواہشوں کی تکمیل میں اپنے اکابر کی تعلیمات کو تو تسلیم کر لیتے ہیں لیکن جہاں اور کچھ مقصود ہو وہاں ان کی تعلیمات کو پسِ پشت پھینک دیتے ہیں، آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ دیوبندیوں کی مساجد کا آج بھی جائزہ لے لیجئے اور دیوبندی علماء وائمّہ کو علی الاعلان اس فتوے کا جنازہ نکالتے دیکھ لیجئے اور لوگوں کی نمازوں کو بے دردی کے ساتھ معنوی موت کے گھاٹ اتارنے کا دردناک منظر خود دیکھ لیجئے۔ اور دیکھ لیجئے کہ کس طرح غیر مصلّی سے استفادہ کر کے اس کے زہریلے اثرات سے نماز فاسد کر رہے ہیں۔ اور اپنے اکابر کی تعلیمات سے منہ پھیر کر اپنے اکابر کے باغی بن رہے ہیں جن کا انہیں احساس تک نہیں۔

(۱۰) مساجد میں نقش و نگار

مساجد کے نقش ونگار کے متعلق اشرفعلی تھانوی لکھتا ہے کہ

> منجملہ ان رسوم کے مساجد کی زینت وتکلّف ہے جو حد اعتدال سے خارج ہو، فقہانے فرمایا ہے اور عقل میں بھی یہ بات آتی ہے کہ مساجد کے استحکام کے لئے اہتمام وصرف کرنا تو مضائقہ نہیں مگر زیب وزینت ونقش ونگار مکروہ ہے۔ (اصلاح الرسوم، صفحہ ۱۵۵)

لیکن ادھر دیوبندی بدعتی کا عمل دیکھئے اور ان کی مساجد پہ نگاہ ڈالئے اور دیکھئے کہ ان کی مساجد کیسے کیسے نقش ونگار وزیب وزینت سے مزیّن ہیں۔ اور کس بے باکی کے ساتھ اپنے اکابر کی تعلیمات سے روگردانی کرتے ہیں، اور کس رغبت کے ساتھ اس مکروہ کام کو کرتے ہیں۔ اشرفعلی اپنے پیروکار کی بے راہ روی کو دیکھ کر مزید تنبیہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ

> آج کل لوگ تعمیر مسجد میں اپنے کو شتر بے مہار (یعنی بالکل آزاد) سمجھتے ہیں، کسی قسم کے حدود وقیود کی رعایت نہیں کرتے، اور اس جواب کو کافی خیال کرتے ہیں کہ ہم اپنا گھر تو نہیں بناتے حالانکہ یہ جواب بالکل غیر کافی ہے کیونکہ خدا کے گھر میں تو بدرجہء اولیٰ احتیاط کی ضرورت ہے (اسراف وچندہ وغیرہ) خلافِ شرع افعال اور (خلاف شرع ریا وتفاخر وغیرہ کی) کی نیت سے بچنا ضروری ہے۔ (اغلاط العوام صفحہ ۶۳)

مگر ان فتاوی کا دیوبندیت پر کتنا اثر ہے؟ اور کتنے دیوبندی ہیں جو اس کے عامل ہیں؟ اور کتنے باغی ہیں؟ اِن کی مساجد دیکھ لیں اور فیصلہ کر لیں کہ یہ دیوبندی اپنے اکابر کے کتنے بڑے باغی ہیں۔

(۱۱) قبروں پہ کتبے لگانا

اشرفعلی لکھا ہے

علامت باقی رکھنے کے لئے گردا بنانا یا کتبہ لگانا قبر پر مکروہ ہے (امدادالاحکام، جلداول صفحہ۸۱۳)

اگر دیوبندی بدعتی اکابر پرست اس فتوی کو غلط نہیں کہتے اور ہرگز نہیں کہتے تو بتائیں کہ پھر کیا وجہ ہے کہ قاسم نانوتوی، انور کشمیری، محمود حسن اور اسعد مدنی کے علاوہ دیگر کئی دیوبندی مولویوں کی قبروں پہ ان کے نام کے کتبے کیوں لگائے گئے ہیں؟ کیا اشرفعلی کا یہ فتوی درست نہیں؟ اور اگر درست ہے تو اس سے بغاوت کیسی؟ کیا اپنے اکابر کی تعلیمات سے زیادہ عزیز اپنی نفسانی خواہشات ہے اور نام ونمود ہے؟ یا یہ فتوی صرف بریلویوں کے لئے ہے؟ اس مسئلہ کی مزید وضاحت شبیر احمد قاسمی کے اس فتوی سے بھی ہوتی ہے کہ حدیث پاک میں قبروں پر کتبہ لگانے کی ممانعت آئی ہے اسی طرح حضرات فقہانے بھی اس کی ممانعت نقل فرمائی ہے۔ (فتاوی قاسمیہ، جلد۱۰ صفحہ۱۴۹)

حدیث وفقہ میں ممانعت کے ساتھ اکابر کا بھی حکمِ ممانعت ہونے کے باوجود ان دیوبندیوں کی حالت کیا ہے؟ اور یہ کیا گل کھلا رہے ہیں آپ بھی ملاحظہ کریں شبیر احمد قاسمی لکھتا ہے کہ

لیکن اگر اتنی بڑی شخصیت ہے کہ ان سے حدیث وفقہ کی تعلیم حاصل کرنے والے اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک میں ان کے تلامذہ یا مریدین ہیں جو وقتاً فوقتاً دور دراز سے اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک سے ان کی زیارت کے لئے آسکتے ہیں جیسا کہ حضرت گنگوہی، حضرت نانوتوی، حضرت شیخ الہند، حضرت مدنی، حضرت تھانوی، حضرت شیخ اور حضرت مجدد الف ثانی کی شخصیات ہیں۔ تو اتنے بڑے عالم دین اور شہرۂ آفاق بزرگ ہوں تو ان کی پہچان کے لئے کتبہ لگانے کی گنجائش ہے۔ (فتاوی قاسمیہ، جلد۱۰ صفحہ۱۴۹)

لیجئے! کر دیا فیصلہ! کہ جن شخصیات کے مریدین وشاگرد ملک و بیرونِ ملک ہوں اور ان کی قبروں کی زیارت کو آسکتے ہیں ان شخصیات کی قبروں پہ کتبہ لگا سکتے ہیں اگرچہ حدیث وفقہ میں ممانعت ہو۔ اب یہ کام مکروہ نہیں رہا۔

لیکن مناسب سمجھتا ہوں کہ ایسے وقت میں دیوبندیت کے ایک اور مولوی قبروں کی زیارت کو آنے والوں کے لئے کیا تحفہ رکھا ہے وہ پیش کردوں۔ چنانچہ اسمٰعیل قتیل لکھتا ہے کہ

دور دور کے ملکوں سے سفر کی بڑی بڑی مصیبتیں اٹھا کر اور رات دن کی تکلیفیں اور دکھ جھیل کر اولیاء اللہ کی قبروں کی زیارت کے واسطے آنا انہی بدعات میں سے ہے۔

(صراط مستقیم صفحہ۸۷)

واہ! اسمٰعیل قتیل نے تو دیوبندیوں کی ساری محنت پہ پانی پھیر دیا کہ بے چارے مفتی دیوبند نے جس بات کو بنیاد بنا کر اپنے مولویوں کی قبروں پر کتبہ لگانے کی گنجائش نکالی تھی اسے اسمٰعیل قتیل نے بدعت قرار دے دیا۔ ہائے رے دیوبندیت!

(۱۲) داخلہ فیس کی وصولی

دیوبندیوں کے اکابر میں کفایت اللہ دہلوی کا بھی شمار ہوتا ہے۔اکبر شاہ بخاری نے اپنی کتاب اکابر علماء دیوبند میں ۲۳ویں نمبر پہ درج کیا ہے صفحہ ۱۲۸ تا ۱۳۱ اس کا مختصر ذکر بھی کیا ہے۔ چنانچہ اسی کفایت اللہ سے سوال ہوا کہ

سوال: اگر بچوں کے داخلہ کے وقت کوئی رقم داخلہ فیس کے طور پر لی جائے تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: داخلہ کی فیس تو کوئی معقول نہیں۔ (کفایت المفتی دوم صفحہ ۴۵)

دیوبندیت کا اوڑھنا بچھونا لئے پھرنے والے دیوبندی بدعتی مدارس میں اس فتوی کی دھجّیاں کیسے اڑاتے ہیں یہ کسی سے مخفی نہیں ہوگا۔اہلِ مدرسہ اس تعلیم سے علی الاعلان بغاوت کرتے ہوئے اس نامعقول کام کو انجام دیتے ہیں باوجود اس کے ان کی دیوبندیت پہ ذرّہ برابر فرق نہیں آتا۔اور یوبندیت کا لیبل بدستور پیشانی پر لگا رہتا ہے۔ دیوبندیو! کیا اس بغاوت کی وجہ ذاتی مفاد نہیں؟ اور کیا ذاتی مفاد اور خواہشات نفسانی کے سامنے اکابر کی تعلیمات سے بغاوت نہیں؟

(۱۳) سفیر اور چندہ

رشید احمد لدھیانوی کا شمار بھی اکابر علماء دیوبند میں ہوتا ہے جس کا تذکرہ کتاب اکابر علماء دیوبند کے صفحہ ۴۹۱ تا ۴۹۶ پہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ اس رشید احمد لدھیانوی سے سوال ہوا کہ

سوال: آج کل عام طور پر دینی مدارس میں یہ دستور ہو گیا ہے کہ چندہ کرنے کے لئے مستقل سفیر رکھے جاتے ہیں جو مختلف لوگوں سے ملاقات کرتے ہیں لوگوں کے مکانوں اور دوکانوں پر پہنچتے ہیں اور ان میں سے بیشتر کچھ نہ کچھ وصول کرنے کے لئے بے حد اصرار کرتے ہیں بالخصوص ماہِ رمضان میں دینی مدارس کے سفیروں کی ٹولیاں نظر آتی ہیں جن کے خوف سے اکثر دوکاندار پردہ میں چھپ کر بیٹھتے ہیں۔ کیا چندہ کرنے کا یہ طریقہ شرعا درست ہے؟ حالانکہ یہ ایک قسم کا جبر ہے۔

جواب: مدارس دینیہ کے لئے آج کل چندہ کرنے کا جو طریقہ مروج ہے جس کی قدرے تفصیل

سوال میں لکھی گئی ہے یہ قطعاً ناجائز ہے۔ (احسن الفتاوی اول صفحہ ۴۳۷)

مزید لکھتا ہے

آج کل ایک عام دستور ہو گیا ہے کہ اہلِ خیر کو کسی بہانے سے کہیں جمع کر کے ان سے رقم کا مطالبہ کیا جاتا ہے یہ طریقہ انفرادی طور پر کسی سے کچھ سوال کرنے کی بنسبت بھی زیادہ قبیح ہے۔ اس صورت میں مجمع میں رسوائی سے بچنے کے لئے بادلِ نخواستہ چندہ دینا پڑتا ہے جو بلاشبہ جبر ہے، اس لئے یہ طریقہ بالکل ناجائز اور حرام ہے۔ (احسن الفتاوی اول صفحہ ۴۳۷)

بے شمار بڑے بڑے خطیب و مفتیان اور علماء و ائمہ دیوبندیت رشید احمد لدھیانوی کے اس فتوی کی زد میں آتے ہیں جس کا اعتراف آپ کو بھی ہوگا مگر یہ ضمیر فروش بدعتی دیوبندی مولوی ملّے اپنے اکابر کے اس فرمان کو بھی ردّی کی ٹوکری میں پھینک کر چند ٹکوں کے لئے لوگوں پر جبر کرتے ہوئے روپئے وصول کرتے ہیں۔ بالخصوص رمضان المبارک جیسے مقدس مہینہ میں ان جبری قافلوں نے تو دو کا نداروں کا جینا مشکل کر کے رکھا ہوا ہے، اور لوگوں کو چھپنے پہ مجبور کر دیا ہے۔ جیسا کہ آپ نے اوپر پڑھا ہے۔ اور بقول رشید احمد ان سفیروں اور چندہ وصول دیوبندیوں کا یہ کام قطعاً جبر اور ناجائز و حرام ہے۔ اپنے اکابر کی اس تعلیم سے بھی بغاوت کر کے ہر سال یہ بدعتی دیوبندی ٹولہ لاکھوں لوگوں کی پریشانی ہیں اور جبراً روپئے وصول کر کے حرام کاری میں ملوث ہوتے ہیں مگر ان کی دیوبندیت میں کیا مجال کہ ذرا بھی فرق آئے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ اکابر پرست بدعتی دیوبندی اپنے اکابر کی تعلیمات پہ عمل کا جذبہ رکھتے ہیں؟ اور ان کی بغاوت سے باز آسکتے ہیں؟ تو جواب ہے، بالکل بھی نہیں۔ کیونکہ مفت خوری تو ان کے اکابر کی میراث ہے جس کو چھوڑ دینا کسی بھی طرح ممکن نہیں۔

(۱۴) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کے ساتھ درود شریف نہ لکھنا

اکابر علماء دیوبند کی فہرست میں ایک نام زکریا کاندھلوی کا بھی آتا ہے جو دیوبندیت میں شیخ الحدیث کے خطاب سے بھی جانا جاتا ہے اس کا بھی ذکر کتاب اکابر علماء دیوبند میں صفحہ ۲۶۴ تا ۲۷۵ کیا گیا ہے۔ یہ دیوبندی اشرفعلی کا قول نقل کرتا ہے کہ

جب اسم مبارک لکھے صلوۃ وسلام بھی لکھے یعنی صلی اللہ علیہ وسلم پورا لکھے اس میں کوتاہی نہ کرے صرف ؐ یا صلعم پر اکتفانہ کرے۔ (فضائل اعمال اول صفحہ ۲۴۷)

حالانکہ اشرفعلی خود اپنی اس نصیحت کا عامل نہیں تھا، چنانچہ آج بھی اس کی کتابیں اس پہ شاہد ہیں کہ یہ خود ؐ بھی لکھتا رہا اور صلعم بھی۔ اب ذرا دیوبندیت کے شیخ القرآن غلام اللہ خان کا یہ فرمان ملاحظہ کریں، لکھتا ہے کہ

یہ بات اللہ کے یہاں نہایت مبغوض اور ناپسندیدہ ہے کہ تم جو کچھ کہو اس پر عمل نہ کرو

(جواہر القرآن صفحہ ۱۲۵۴)

بہر حال! زکریا کاندھلوی مزید لکھتا ہے کہ

علماء نے اس بات کو مستحب بتایا ہ کہ اگر تحریر میں بار بار نبی کریم ﷺ کا نام پاک آئے تو بار بار درود شریف لکھے اور پورا لکھے اور کاہلوں اور جاہلوں کی طرح سے صلعم وغیرہ الفاظ کے ساتھ اشارہ پر قناعت نہ کرے۔ (فضائل اعمال اول صفحہ ۷۴۶)

اور آگے لکھتا ہے کہ

جس نے اس میں تساہل کیا بہت بڑی خیر سے محروم رہ گیا۔ (فضائل اعمال اول صفحہ ۷۴۷)

محترم قارئین! زکریا کاندھلوی کی اس تحریر میں نام پاک مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ درود شریف کے بجائے اشارہ کے الفاظ ؐ یا صلعم لکھنے والوں کو کاہل جاہل اور بہت بڑی خیر سے محروم کہا گیا ہے۔ لیکن اب علماء دیوبند کے اکابر و اصاغر کی کتابیں اٹھا کر دیکھ لیں آپ کو تھوک کے تھوک کاہل، جاہل اور خیر سے محروم لوگ مل جائیں گے۔

ایک اور مشہور مولوی عبدالرؤف سکھروی کہتا ہے کہ

بعض لوگ ؐ یا صلعم لکھتے ہیں یہ جائز نہیں، اور صرف ؐ یا صلعم لکھنا کنجوسی اور بخل ہے جو ناجائز ہے۔

(اصلاحی بیانات جلد ۹ صفحہ ۴۸)

اور آگے لکھتا ہے کہ

ہمیں چاہیئے کہ جہاں بھی حضور ﷺ کا نام لکھیں تو آپ کے نام کے ساتھ پورا درود شریف لکھیں، خالی ؐ یا صلعم لکھنے سے توبہ کریں اور آئندہ کے لئے اس سے باز رہیں کیونکہ یہ سرکار دو عالم ﷺ کے ساتھ کنجوسی اور گستاخی کا معاملہ ہے۔ (اصلاحی بیانات جلد ۹ صفحہ ۴۸)

عبدالرؤف سکھروی کے اس فرمان کے بعد جہاں آپ جاہل، کاہل اور خیر سے محروم ملنے والے تھے وہیں اب حضور ﷺ کے ساتھ گستاخی کرنے والے بھی بے شمار دیوبندی مولوی مل جائیں گے۔ مگر لگے ہاتھ اشرفعلی کا یہ فرمان بھی دیکھ لیں وہ لکھتا ہے کہ

اہانت و گستاخی کردن در جناب انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کفر است۔ (امداد الفتاوی جلد پنجم، صفحہ ۳۹۸)

ان تمام فتاوے سے قارئین اس نتیجہ پر پہنچ چکے ہوں گے کہ حضور ﷺ کے نام پاک کے ساتھ درود شریف کے بجائے ؐ یا صلعم لکھ کر اپنے ہی مولویوں کے فتوؤں سے کیا اکابر کیا اصاغر اکثر و بیشتر دیوبندی علماء کاہل بھی ہوئے، جاہل بھی ہوئے، خیر سے محروم بھی ہوئے اور گستاخ رسول ﷺ کر کے کافر بھی ہو گئے۔ اور اب بھی نام پاک کے ساتھ یہی اشارے لکھ کر اپنے اکابر کی تعلیمات

کے جو باغی ہوئے وہ الگ۔

(۱۵) اهل الله کی صحبت فرض عین هے

ایک دیوبندی مولوی لکھتا ہے کہ

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کا ارشاد ہے کہ میں اہل اللہ کی صحبت فرض عین قرار دیتا ہوں۔

(بیعت کی ضرورت وفضیلت، صفحہ ۱۲۱)

اسی بات کو اور بھی وضاحت کے ساتھ لکھتا ہے کہ

حضرت مجدد ملت تھانوی فرماتے ہیں کہ میں تو اس زمانہ میں اہل اللہ کی صحبت کو فرض عین کہتا ہوں اور فتویٰ دیتا ہوں، کہ اس زمانہ میں اہل اللہ اور خاصان حق کی صحبت اور ان سے تعلق رکھنے کے فرض عین ہونے میں کس کو کیا شبہ ہوسکتا ہے۔ (بیعت کی ضرورت وفضیلت، صفحہ ۱۲۳)

اشرفعلی نے یہاں اللہ والوں کی صحبت کو فرض عین قرار دیا، اور فتوی بھی یہی دیتا رہا ہے۔ اب آیئے آسانی کے لئے یہ جانتے ہیں کہ فرض عین کا مسئلہ کیا ہے؟ اور اس کا حکم کیا ہے؟ چنانچہ بدنام زمانہ دیوبندی مولوی جسے دیوبندیت متکلم اسلام کے لقب دے رکھی ہے۔ یہ الیاس گھمن، یہ فرض کے متعلق لکھتا ہے کہ

فرض: ایسا حکم جو دلیل قطعی سے ثابت ہو اور بلا عذر چھوڑنے والا گنہگار ہو اور اس کا منکر کافر ہو، مثلاً پانچ وقت کی نمازیں۔ فرض کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) فرض عین (۲) فرض کفایہ۔ فرض عین ایسا حکم جو ہر مسلمان پر فرض ہو اور ہر مسلمان پر اس کو ادا کرنا ضروری ہو۔ مثلاً پانچوں نمازیں، رمضان کے روزے۔ (صراط مستقیم کورس، ٦٧)

محترم قارئین! اشرفعلی تھانوی اور الیاس گھمن کی عبارات سے پتہ چلا کہ جس طرح نماز، روزے فرض ہیں اور اس کا چھوڑنے والا گنہگار اور انکار کرنے والا کافر ہے بالکل اسی طرح اللہ والوں کی صحبت کا معاملہ ہے کہ جو دیوبندی اللہ والوں کی صحبت میں نہ رہے وہ گناہ گار ہوگا اور جو دیوبندی اللہ والوں کی صحبت کو فرض ماننے سے انکار کردے وہ کافر ہے۔

اب اس وضاحت کے بعد دیوبندی مولویوں مثلاً رب نواز ونجیب اللہ عمر سے سوال ہے کہ اپنے اکابر کے پیروکار کا جائزہ لے کر دیکھ لیں کہ ان میں سے کتنے گناہ گار ہیں، کتنے کافر ہیں اور اس طرح اپنے اکابر کے کل کتنے باغی ہیں؟

(۱۶) مولویوں کے خطابات

محمود حسن گنگوہی سے سوال ہوا کہ

سوال: متعلقہ خطابات جیسے (۱) قبلہ وکعبہ۔ (۲) قبلہ عالم۔ (۳) حکیم الامت۔ (۴) حکیم الاسلام (۵) کعبہ دوجہاں۔ (۶) قبلہ کونین، فلاح دارین۔ (۷) قبلہ مقصود حیات۔ (۸) اعلیٰ حضرت۔ یہ کہنا یا خط وکتابت میں تحریر کرنا یا پتھر پہ کندہ کردینا مثلاً بزرگوں کی خاص کر ان بڑوں کے مزار پر ان کی یادگار کے لئے جو جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اپنے بڑوں کی خاص کر ان بڑوں کی جن سے فیض پہونچا ہو تعریف فطری اور احساس شناسی ہے جو کہ موجب خیر وترقی ہے، لیکن حد سے بڑھانا اور غلط تعریف کرنا منع ہے، حضور ﷺ نے اپنے متعلق بھی تعریف میں مبالغہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ پس (۱)، (۲)، (۳)، (۶)، (۷)، والے القاب سے احتراز کیا جائے، ان کی زندگی میں بعد الوفات بھی، زبان میں بھی تحریر میں بھی۔

(فتاویٰ محمودیہ، جلد سوم، صفحہ ۳۲۰)

محمود حسن کے جواب سے معلوم ہوا کہ (۱) قبلہ وکعبہ (۲) قبلہ عالم (۳) حکیم الامت (۶) قبلہ کونین، فلاح دارین اور (۷) قبلہ مقصود حیات احتراز کیا جائے زندگی میں بھی اور مرکر مٹی میں ملنے کے بعد بھی، بولنے میں بھی اور لکھنے میں بھی۔

قارئین کرام! یہاں پر دو خطاب اول (۱) قبلہ وکعبہ، دوم (۳) حکیم الامت۔ پر آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ ان دونوں خطاب کو بھی محمود حسن نے لکھنے اور بولنے سے احتراز کرنے کو کہا مگر اس تعلیم پر دیوبندی ذریت کتنا عمل کرتی ہے؟ یہ ان کی کتابوں اور بیانات سے عیاں بیاں ہے کہ ان دونوں خطاب کو کثرت کے ساتھ بدعتی دیوبندی استعمال کرتے ہیں، خود محمود حسن اپنے پیر رشید احمد گنگوہی کے مرجانے پر جو مرثیہ کہا ہے اس میں قبلہ وکعبہ کہہ کر اسے یاد کیا ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے کہ

جدھر کو آپ مائل تھے ادھر ہی حق بھی دائر تھا
مرے قبلہ مرے کعبہ تھے حقانی سے حقانی (مرثیۂ گنگوہی، صفحہ ۹)

حوائج دین ودنیا کے کہاں لیجائیں ہم یارب
گیا وہ قبلۂ حاجات روحانی وجسمانی (مرثیۂ گنگوہی، صفحہ ۸)

حالانکہ رشید احمد نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ

قبلہ وکعبہ کسی کو لکھنا درست نہیں۔ (تالیفات رشیدیہ، صفحہ۴۶۴)

اور ایک جگہ لکھا ہے کہ

ایسے کلمات مدح کے کسی کی نسبت کہنے اور لکھنے مکروہ تحریمی ہے۔ (تالیفات رشیدیہ، صفحہ۴۶۳)

رشید احمد کے منع کرنے اور مکروہ تحریمی بتانے کے باوجود اسی کو محمود حسن نے قبلہ بھی کہا اور کعبہ بھی، جبکہ اس سے خود بھی منع کرتا ہے۔
اور جب اشرفعلی سے سوال ہوا کہ

لوگ اپنے بڑوں کو قبلہ کعبہ لکھتے ہیں، یہ کیسا ہے؟ فرمایا مجاز ہے اس لئے کوئی حرج نہیں
مگر ترک اس کا اولیٰ ہے۔ (مجالس حکیم الامت، صفحہ۱۰۶)

جبکہ اشرفعلی خود اسی محمود حسن کو قبلہ کعبہ کہا ہے، چنانچہ کہتا ہے کہ

حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی میرے استاد ہیں قبلہ ہیں کعبہ ہیں، مگر مجھے آج تک
معلوم نہیں کہ مولانا کے کس قدر اولاد ہیں۔ (ملفوظات حکیم الامت جلد۴، صفحہ۲۳۸)

جو کام رشید احمد کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے وہ کام اشرفعلی کے پاس ''کوئی حرج نہیں'' کیسے؟ یہاں اس سے قطع نظر کہنا یہ ہے کہ محمود و اشرف عملاً اس مکروہ کام میں شریک ہو کر احکام شریعت سے بغاوت کا جوار تکاب کیا ہے اس پہ رب نواز اور نجیب اللہ دیوبندی کیا کچھ صفائی دیں گے؟ یا خموشی کی چادر تان لیں گے؟
اور فقط یہی محمود و اشرف ہی نہیں بلکہ آج بھی ذریت دیوبندیت اپنے بزرگوں کو قبلہ وکعبہ کہتی اور لکھتی ہے۔ چنانچہ امین پالن پوری لکھتا ہے اپنی کتاب میں کہ

حضرت پیرو مرشد قبلہ وکعبہ حاجی صاحب۔ (محاضرات علمیہ بر موضوع رضا خانیت، صفحہ۵۹)

یہ تو ہوئی قبلہ وکعبہ کی بات، مگر ساتھ ہی محمود حسن نے ''حکیم الامت'' بھی بولنے اور لکھنے سے احتراز کرنے کا حکم دیا ہے مگر دیوبندی مکمل طور پر اس حکم سے بغاوت کئے ہوئے ہیں اور شاہ ولی اللہ دہلوی اور اشرف علی کو علی الاعلان ''حکیم الامت'' کہتے اور لکھتے ہیں، تو پھر تعلیمات اکابر کے باغی دیوبندیوں کے بارے میں زبان وقلم کو حرکت دیں گے رب نواز دیوبندی اور نجیب اللہ دیوبندی؟

(۱۷) تراویح اور اجرت

رشید احمد گنگوہی لکھتا ہے کہ

حافظوں کو اجرت پہ قرآن سنانا حرام ہے، اور اجرت بھی ناجائز ہے، اذان واقامت اور تعلیم

وعظ اس کو متاخرین نے بوجہ ضرورت استثناء کیا ہے۔قرآن سنانے میں کوئی ضرورت نہیں،
جس نے قرآن سنانے کو اذان پر قیاس کیا ہے وہ غلط ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ،صفحہ ۳۹۲)

آگے لکھتا ہے کہ

تراویح میں کلام اللہ پڑھے یا سنے اس کی اجرت دینا حرام ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ،صفحہ ۳۹۳)

معلوم ہوا کہ تراویح پڑھانے میں اجرت لینا بھی حرام اور دینا بھی حرام ہے، یوسف لدھیانوی ایسے ہی سوال کے جواب میں لکھتا ہے کہ اجرت لے کر تراویح پڑھانا جائز نہیں، اور ایسے حافظ کے پیچھے تراویح مکروہ تحریمی ہے۔
(آپ کے مسائل اوران کا حل، جلد ۳،صفحہ ۶۵)

رفعت قاسمی فتاویٰ دارالعلوم دیوبند کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ

اجرت پہ قرآن شریف پڑھنا درست نہیں ہے اس میں ثواب بھی نہیں ہے اور بحکم ''المعروف کالمشروط'' جس کی نیت لینے دینے کی ہے وہ بھی اجرت کے حکم میں ہے اور نا جائز ہے۔

(مسائل رفعت، جلد درم،صفحہ ۹۲)

ان حوالہ جات سے واضح ہو گیا کہ تراویح میں قرآن شریف اجرت پہ سنانا حرام ہے اور اس میں ثواب بھی نہیں، اور کلام اللہ پڑھے یا سنے اجرت دینا بھی حرام اور لینا بھی حرام اور اگر کوئی بلا اجرت طے کئے سنا رہا ہے یا لوگ یا سامع حافظ سن رہے ہیں مگر دل میں لینے دینے کی نیت ہے تو وہ بھی اجرت کے حکم میں ہے یعنی ناجائز وحرام ہے۔
ان تعلیمات اکابر کی خلاف ورزی اور اس سے بغاوت کا تماشہ ہر سال رمضان میں کیا جاتا ہے، مگر یہ سب نہ رب نواز کو نظر آتا ہے نہ نجیب اللہ عمر کو، تو اب سوال یہ ہے کہ اپنے گھر کے ان باغیوں کی خبر کب لی جائے گی؟

(۱۸) مونچھ صاف کرلینا

اشرفعلی لکھتا ہے کہ

تمام انبیاء علیہم السلام مونچھوں کو کتراتے اور داڑھی کو بڑھاتے تھے۔ (داڑھی منڈانا گناہ کبیرہ ہے،صفحہ ۶)

آگے لکھتا ہے کہ

لبوں کا کترانا اس قدر کہ لب کے برابر ہو جائے سنّت ہے، اور منڈانے میں اختلاف ہے بعضے بدعت کہتے ہیں اور بعضے اجازت دیتے ہیں، لہٰذا نہ منڈانے میں احتیاط ہے۔

(داڑھی منڈانا گناہ کبیرہ ہے،صفحہ ۷)

ایک دیوبندی اسحٰق ملتانی مدیر ماہنامہ محاسن اسلام ملتان نے ایک کتاب ''داڑھی ضرور رکھوں گا'' ترتیب دیا جو مجموعۂ افادات اشرفعلی تھانوی، حسین احمد ٹانڈوی، عاشق الٰہی میرٹھی، رشید احمد لدھیانوی، یوسف لدھیانوی اور حکیم اختر ہے۔ اس میں اسحٰق ملتانی نے لکھا ہے کہ

اکابر علماء نے مونچھوں کو مونڈنے سے منع فرمایا ہے یعنی بالکل مٹا دینا، مونچھوں کو تراشنے کے بارے میں فرمایا مونچھیں اتنی کاٹ لی جائیں کہ اوپر کے ہونٹ کا کنارہ ظاہر ہو جائے ایک قول ہے کہ اتنی تراشی جائیں کہ وہ بھوؤں کی مانند بن جائیں۔

(داڑھی ضرور رکھوں گا، صفحہ ۲۵۰)

اشرفعلی اور اکابر علماء کی تعلیمات سے واقفیت کے بعد بدعتی دیوبندیوں، نام نہاد تبلیغیوں پہ نگاہ ڈالیں اور اپنے اکابر کی تعلیمات سے کھلّم کھلاّ بغاوت کا انداز دیکھیں۔ اکثر و بیشتر دیوبندی علماء ہوں خواہ عوام دیگر تعلیمات کی طرح اس سے بھی بغاوت کر کے مونچھوں کو تراشنے کے بجائے جڑ سے ہی صاف کر دیتے ہیں۔ جس سے چہرے کا نقشہ ہی عجیب ہو جاتا ہے، جسے غالبًا آپ نے بھی نوٹ کیا ہوگا، مونچھ کتروانے کے بجائے صاف منڈا دینے سے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے مصنوعی داڑھی لگالیا ہو، حالانکہ اشرفعلی نے لکھا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام مونچھوں کو کتراتے تھے، باوجود اس کے کتروانا چھوڑ کر صاف منڈوا لینے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ یہ تو کوئی بدعتی دیوبندی ہی بہتر بتا سکتا ہے۔ مگر اپنی ذریت کی اس بے راہ روی اور بغاوت اکابر پہ رب نواز اور نجیب اللہ عمر خاموش کیوں ہیں؟ کیا اپنے گھر کی بغاوت اور باغیوں کو کھلی آزادی دے رکھی ہے؟ ویسے بھی ان دیوبندیوں کے اکابر کی بھی روش یہی رہی ہے کہ دوسرے کو نصیحت کرو بھلے ہی اس پہ خود عمل نہ کرو۔

(۱۹) موت کے بعد عزیز کا انتظار

میت کے تجہیز و تکفین سے قبل کے رسوم کا ذکر کرتے ہوئے اشرفعلی لکھتا ہے کہ

منجملہ ان رسوم کے وہ رسوم ہیں جو کسی کے مرنے میں برتی جاتی ہے اور تجہیز و تکفین یا نماز میں اس وجہ سے دیر کرتے ہیں کہ فلاں عزیز شریک ہو جائے یا جمعہ میں زیادہ مجمع ہوگا، وہاں نماز ہونا زیادہ اچھا ہے، سو سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ بالکل شریعت کے خلاف ہے۔

(اصلاح الرسوم، صفحہ ۱۳۸)

علماء دیوبند ہوں خواہ جہلاء دیوبند اشرفعلی کے اس فرمان پہ کتنے عمل کرتے ہیں یہ اپنے دائیں بائیں اور قریب کے دیوبندیوں میں

دیکھ چکے ہوں گے، اور اگر اب تک نہیں دیکھا ہے تو اب دیکھ لیں کہ کس طرح عزیز کے شریک ہونے کا انتظار اور زیادہ مجمع و تفاخر کے لئے کیسے اس خلاف شریعت کام کو انجام دینے میں ذرا بھی نہیں جھجھکتے، اور اپنے دین دیوبندیت سے جہاں انحراف کرتے ہیں وہیں اپنے اکابر کے باغی بن جاتے ہیں، لیکن پھر بھی ان کی دیوبندیت بدستور برقرار رہتی ہے۔

(۲۰) جنازہ سے، قبلِ دفن فرار ہونا

جب جنازہ کی بات نکل ہی پڑی ہے تو بدعتی دیوبندیوں کی کارستانی کو سامنے رکھ کر اس کے غوث اعظم رشید احمد کا یہ فرمان بھی ملاحظہ کرلیں۔ چنانچہ اس سے کسی نے سوال کیا کہ

سوال: اگر کوئی بغیر دریافت کئے اہلِ میت کے جنازہ پر سے چلا جائے تو کچھ خطاوار تو نہیں ہے؟

جواب: بدوں اذن ولی میت کے جانا مکروہ ہے۔ (تالیفات رشیدیہ، صفحہ ۲۴۱)

فتویٰ بالکل واضح ہے کہ جنازہ کی نماز پڑھ لینے کے بعد اور میت کے تدفین سے قبل چلا آنا کیسا ہے؟ رشید احمد نے جواب دیا کہ میت کے ولی کی اجازت لئے بغیر چلے آنا مکروہ ہے۔ لیکن دیوبندیت کے چالاک اور ہوشیار مولوی رشید احمد کے اس فتویٰ کو عوام کے سامنے آنے نہیں دیتے کہ کہیں قبل دفن جنازے سے بھاگ آنا بند نہ ہوجائے، بھلے دیوبندیت کی دھجیاں بکھرتی ہیں تو بکھرتی رہیں ان کو اس سے کوئی واسطہ اور سروکار نہیں۔

(۲۱) قبر میں بیری کی لکڑی رکھنا

تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ کے بعد اب آیئے قبر کے پاس اور طریقۂ دفن ملاحظہ کریں، اور باغیانِ تعلیماتِ اکابر کا طرز عمل دیکھیں۔ چنانچہ کسی نے پھر رشید احمد سے دریافت کیا کہ

سوال: قبر میں بروقت فن کرنے کے ایک لکڑی بیری کی ضرور رکھتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اس کا ضروری سمجھنا بدعت ہے اور بیری کی خصوصیت میں مشابہت روافض کی ہے، لہٰذا اس کو ترک کرنا چاہیئے اور اس کی کچھ اصل نہیں۔

(تالیفات رشیدیہ، صفحہ ۲۴۰)

رشید احمد اس عمل کے مرتکب کو بدعتی اور روافض کی مشابہت و بے اصل کہہ کر ترک کرنے کا حکم دے دیا مگر دیوبندی بدعتی کے عمل کا جذبہ دیکھئے کہ اس تعلیم کو ٹھکرا کر اپنی من مانی کر رہے ہیں۔ اور نہ صرف روافض کی تشبہ کو اختیار کئے ہوئے ہیں بلکہ بدعتی بن کر بے اصل کام کو کر کے کس دیدہ دلیری کے ساتھ اپنے اکابر کی تعلیم سے بغاوت کا مظاہرہ کرتے رہتے ہیں، مگر دیوبندیت اتنی مضبوط ہے کہ بغاوت کے باوجود برقرار کی برقرار رہتی ہے۔

(۲۲) دفن کے ذکر کرنا

میت کی تدفین سے فارغ ہونے کے بعد جو کام یہ دیوبندی بدعتی کرتے ہیں وہ ہے 'راہِ فرار' کہ جونہی مٹی دیتے ہیں اور قبر تیار ہونے لگتی ہے سوائے اہل خانہ و چند لوگ کے سب کے سب نو دو گیارہ ہو جاتے ہیں۔ جبکہ دفن سے فارغ ہو کر کیا کرنا چاہئے؟ لیجئے دیوبندی مفتی سے معلوم کیجئے۔ چنانچہ شبیر احمد قاسمی لکھتا ہے کہ

دفن کے بعد جب قبر مکمل ہو جائے تو میت کے سرہانے سورہ بقرہ کا اول رکوع مفلحون تک اور پائنتی کی جانب سورہ بقرہ کا آخری رکوع آمن الرسول سے آخر تک پڑھنا حدیث سے ثابت ہے، اور یہ عمل مستحب ہے۔ (فتاویٰ قاسمیہ، جلد ۱۰، صفحہ ۱۳۰)

لیکن اس حدیث پر کتنے دیوبندی عمل پیرا ہیں؟ اور اس مستحب عمل کو کتنے دیوبندیوں نے قابلِ عمل گردانا ہے؟ بخوبی علم ہوگا، اب ذرا رشید احمد کا یہ فرمان دیکھ لیں، لکھتا ہے کہ

بعد دفن کے اگر کچھ ذکر کر کے مردہ کو پہنچا دیویں تو درست ہے۔ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ، صفحہ ۹۳)

اس کے باوجود خواہشات نفسانی کے پیش نظر اس مستحب عمل کو ترک کر کے اپنے اکابر کی تعلیمات سے انحراف کر کے اکابر کے باغی ہونے کا بین ثبوت دیتے رہتے ہیں۔

(۲۳) بعد دفن کے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا

بعد دفن کے جہاں ذکر و تلاوت سے بھاگتے ہیں وہیں دعا کرنے سے خود کو آزاد رکھنے میں بھی یہ اکابر پرست دیوبندی اپنی مثال آپ ہیں۔ اور اس کی وجہ اپنے اکابر کے فتوے سے بیان کر دیتے ہیں۔ وہ وجہ کیا ہے؟ ملاحظہ کیجئے۔ رشید احمد لدھیانوی جن کا شمار اکابر علماء دیوبند میں ہوتا ہے، یہ ''دفن کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا بدعت ہے'' عنوان قائم کر کے لکھتا ہے کہ

دفن کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا نہ حدیث سے ثابت ہے نہ فقہ سے اور نہ ہی امداد الفتاویٰ
میں اس کا ذکر ہے اور نہ ہی اکابر علماء کا اس پر عمل ہے لہٰذا جائز نہیں۔

(احسن الفتاویٰ اول، صفحہ ۳۵۲)

اس فتویٰ سے معلوم ہوا کہ دفن کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ناجائز و بدعت ہے کیونکہ ایسا حدیث میں ہے نہ فقہ میں اور نہ ہی اکابر علماء کا اس پہ عمل ہے۔ لیکن کیا واقعی دفن کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا حدیث میں نہیں ہے؟ شبیر احمد قاسمی کا فتویٰ دیکھئے اور دیوبندی اکابر کا جھوٹ پکڑیئے، لکھتا ہے کہ

قبرستان میں میں میت کو دفن کرنے کے بعد ہاتھ اٹھا کو دعا مانگنا حدیث سے ثابت ہے۔

(فتاویٰ قاسمیہ، جلد ۱۰، صفحہ ۱۱۶)

دوسرا مفتی بھی اس کے تعلق سے لکھا ہے وہ بھی دیکھ ہی لیجئے یہ ہے عبد الرحیم لاجپوری، لکھتا ہے کہ

ابوعوانہ کی حدیث جس کی تخریج حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح صحیح بخاری میں
فرمائی ہے اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ تدفین کے بعد حضور اکرم ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر
دعا کی ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ، جلد دوم، صفحہ ۲۴۷)

بعد دفن ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا جب حدیث سے ثابت ہے تو یہ ناجائز و بدعت کیسے ہوا؟ اور حدیث سے ثابت شدہ عمل کو ناجائز و بدعت کہنے والے پر رب نواز و نجیب اللہ کے نزدیک کیا حکم شرعی عائد ہوتا ہے؟ اس سے قطع نظر پوچھنا یہ ہے کہ یکے از اکابر علماء دیوبند لکھتا ہے کہ یہ عمل حدیث سے ثابت نہیں اور اکابر کا اس پر عمل نہیں جبکہ اصاغر کہتے ہیں کہ حدیث سے ثابت ہے تو اب ذریت دیوبند کس پہ عمل کرے گی؟ اکابر کے حکم وطرز پہ یا حدیثِ پاک پہ؟ حالانکہ دیوبندیوں کی دعا ہوتی ہے کہ

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اکابرِ اہلسنّت دیوبند کے نقش قدم پر استقامت نصیب فرمائے۔

(مجلّہ صفدر، گجرات شمارہ ۵ صفحہ ۳۷)

اور ان کی کوشش بھی یہی ہوتی ہے جیسا کہ اس مسئلہ سے واضح ہے کہ دیوبندی قبر پہ بعد دفن کے دعا نہیں کرتے اور حدیث پاک سے کھلے عام بغاوت کرتے ہیں۔ اور اگر کوئی ہمت کر کے حدیث پاک پہ عمل کرتا بھی ہے تو پھر وہ اپنے اکابر کا باغی بن جاتا ہے۔

(۲۴) جنازہ پر چادر ڈالنا

عزیز الرحمٰن سے سوال ہوا کہ

سوال: مردہ کے جنازہ پر شال وغیرہ ڈالنا اور دھوپ کی وجہ سے چھتری لگا کر قبرستان تک لے جانا

درست ہے یا نہیں؟

جواب: یہ امور بدعت اور نا جائز ہیں ایسے تکلفات جنازہ کے ساتھ جائز نہیں ہیں، میت کو سایہ اس کے اعمال کا ہوتا ہے کماورد انما یظله عمله پس چھتری کا سایہ کرنے کی میت کو ضرورت نہیں ہے اور یہ بدعت اور نا جائز ہے اور شال وغیرہ ڈالنا میت پر رسوم کفار اور رسوم جاہلیت سے ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، جلد پنجم، صفحہ ۲۷۸)

شال یعنی چادر جنازہ پر ڈالنا، جو عزیز الرحمٰن دیوبندی کے فرمان کے مطابق کافروں اور جاہلوں کی رسمیں ہیں۔ اور ''یہ امور بدعت اور نا جائز ہیں'' یہ تو ہوا مطلقاً چادر کا حکم لیکن کلمہ شریف و آیات قرآنیہ چادر پہ لکھی ہو تو کیا ہوگا؟

یہی سوال محمود حسن سے ہوا کہ

سوال: چادر جس پر کلمہ شریف اور آیات قرآنی لکھی ہوتی ہیں میت پہ ڈالنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً کلمہ شریف اور آیات قرآنیہ کے احترام کے خلاف ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ، جلد ۸ صفحہ ۵۴۰)

اب دیوبندیوں کے عمل کو دیکھئے کہ اپنے ان دونوں اکابر کی تعلیمات پہ کس قدر عمل پیرا ہیں؟ آپ کو اگر دیوبندیوں کے جنازے دیکھنے کا اتفاق ہوا ہو تو آپ نے بخوبی دیکھا ہوگا کہ جنازے پہ چادر اور وہ بھی لکھا ہوا ضرور ڈالتے ہیں حالانکہ ایسا کرنا ان کے اکابر نے کافروں اور جاہلوں کی رسمیں اور آیات قرآنیہ کے احترام کے خلاف ہے اور ساتھ ہی بدعت و نا جائز بھی۔ مگر دیوبندی ذریت اسے بجائے چھوڑنے کے اپنے اکابر کی بغاوت پہ آمادہ ہیں، جو رب نواز دیوبندی کو نظر آتا ہے نہ نجیب اللہ عمر دیوبندی کو ان کو تو بس بریلویوں کے کام ہی نظر آتے ہیں۔ اللہ عزوجل ایسوں سے ہم مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ آمین۔

ختم شد